U58502 4-12-09.

Title - DEEWAN HAMD AIZDI

Creator - Ghulam Sarwar Lahori.

Publisher - Nawal Kishore (Kanpur)

Date - 1909

Pages - 99

Subjects - Urdu Shayari - Majmua Hamd; Urdu Shayari - Hamdiya Kalaam; Urdu Shayari - Dawaween.

اِنَّ اللّٰہَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْر

الحمد للہ کہ ان ایام فرخندہ فرجام فرحت التیام میں دیوان بلاغت عنوان فصاحت بنیان
یعنی مجموعہ غزلیات ردیف وار مشعر حمد الٰہی و متضمن نعت حضرت رسالت پناہی و نصائح اور
ادب آموزی کا ماخذ اور بنیادی ہیولیٰ ہے

دیوان حمد ایزدی

جسکو بکمال توشیح و تزئین
بحران قلم و سخنوری جناب مفتی غلام سرور صاحب لاہوری نے
لباس نظم پہنایا بمساعی جمیلہ سنجیدہ کارپردازان

مطبع منشی نولکشور کانپور میں باہتمام منشی گوپال ایجنٹ چھپا

[redacted]

فہرست اسکی ہمراہ اشتہار کے چھپی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اہلی حالات کتب کے معلوم فرماسکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹائٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین انمین بعض کتب متفرقات دینیہ و فقہ وغیرہ اُردو درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

کتب متفرقات دینیہ اُردو

مولد شریف منظوم۔ از مرزا علی بہادر۔

مولد شریف شہید نثر واضح ماخذ از مولوی غلام امام شہید

ایضاً۔ خُرد۔ " " " "

ضمان الفردوس۔ مولفہ مفتی عنایت احمد۔

سراج السالکین۔ ترجمہ منہاج العابدین جو مصنفہ حضرت امام غزالی ہے مترجمہ مولوی [illegible]

حدیقہ میلاد۔ در فضائل و ولادت حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ۔

نسب نامہ۔ رسول مقبول حال آنحضرت سے وفات تک۔

تاریخ مدینہ ترجمہ جذب القلوب۔ مترجمہ مولوی عبدالحق دہلوی۔

نور نامہ و شمائل نامہ۔ نور محمدی اور شمائل کا بیان ہے۔

خدا کی رحمت۔ حال پیدائش حضرت

زیور ایمان۔ مولود شریف عورات مستورات کی زبان مین واضح

محامد خاتم النبیین۔ غزلیات محامد مین مصنفہ مفتی امیر احمد امیر۔

سرور القلوب فی ذکر المحبوب۔ معجزات پیغمبر کا بیان مولفہ مولوی محمد تقی علی خان۔

گلدستہ محسن۔ در محامد پیغمبر شامل رسائل ذیل

۱۔ مدیح خیر المرسلین۔ ۲۔ مخمس نعتیہ۔
۳۔ مثنوی صبح تجلی۔ ۴۔ سراپائے رسول اکرم
مولفہ مولوی محمد محسن۔

خمسہ محمدیہ۔ در فضائل پیغمبر تصنیف مولوی نجم الدین تخلص نجم۔

مجموعہ نسیم جنت۔ قصیدہ نعتیہ خیابان فردوس و فضائل درود۔ مولفہ مولوی محمد کافی۔

سبیل الجنان ترجمہ تکمیل الایمان مصنفہ میر علی تخلص امیر۔

تذکرۃ الجمعہ۔ فضیلت جمعہ مین مصنفہ نواب قطب الدین خان۔

ناصر اللبیب فی اسماء الحبیب۔ اسمائے رسول

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

نادر مجموعہ غزلیات کا ردیف وار جو جذبی میں کلام گہر نثار صانع کا نادر مبادی ہے

دیوان آسی

بہ اہتمام کمال تصحیح و تزئین سے ساتھ حکیم الملک نسخہ ہی منشی غلام و صنا آری نظم فرمایا

بمطبع نامی منشی نولکشور کانپور میں مزین بطبع

بسم الله الرحمن الرحیم

بحمد ایزدی تر کن زبان گوهرافشان را / چو ابر آذری کن گوهرافشان چشم گریان را
مقید شو بدام حلقهٔ زنجیر گیسویش / مسلسل کن بتار عنبرین مویش دل جان را
بده دل تا که محبوب جناب دلربا باشی / فدا کن جان به سجده‌اش تا یابی وصل جانان را
بداغ بندگی نه داغ حسرت بر مه تابان / بسوز از غم بسوزان سینهٔ خورشید رخشان را
نشین بر فرش تا همپایهٔ عرش برین باشی / نگون سر شو که سازی سرنگون گردون گردان را

مطلع

ز چشم خون‌فشان بی‌آبرو کن ابر گریان را / ز جوش دیده گریان بگریان برق خندان را
بیک چشم ارادت کن نظر در نیک و بد هردم / بدان با وحدتش منسوب هر گبر و مسلمان را
نشد راه حقیقت شو قدم ای طالب محلی / بجو اندر مقام حق پرستی حق پرستان را
نمی بیند برغبت بر رخ گل عاشق رویش / هوادار سر کویش نخواهد سیر بستان را
شد ارا دعوی هم پایگی دارد بدربانش / نه با مور ضعیفش همسری زیبد سلیمان را
نمیخواهد گدای درگهش اعزاز سلطانی / نجوید خاکسارش ارتفاع چرخ گردان را

نداری چون بطینت جوهر انسانیت سرور
بافسانان چرا بدنام کردی نام انسان را

زبان پر ذکر حمد ایزدی ہر دم رواں رکھنا
فقط یاد الٰہی سے غرض ہے میری جاں رکھنا

خدا کا ذکر جاری عمر ساری بر زباں رکھنا
زبان رطب اللساں رکھنا بیاں عذب البیاں رکھنا

تعلق توڑ دنیا چھوڑ دینا اسکی پابندی
خبردار اپنی گردن پر نہ بار گراں رکھنا

کسی گھر میں نہ گھر کر بیٹھنا اس دار فانی میں
ٹھکانا ہے ٹھکانا اور مکاں بر لامکاں رکھنا

ملیگی کیا مدد تجھکو مددگاران دنیا سے
امید یاوری ان سے نہ یاں رکھنا نہ واں رکھنا

اٹھا لینا تصور غیر کی صورت کا آنکھوں سے
فقط سینے کے آئینے میں نقش دلستاں رکھنا

مطلع

مٹا ہے نام بھی اپنا نہ کچھ باقی نشاں رکھنا
نہ تن رکھنا نہ دل رکھنا نہ جی رکھنا نہ جاں رکھنا

بہت مضبوط گھر ہے عاقبت کا وار دنیا سے
اٹھا لینا یہاں سے اپنی دولت اور رواں رکھنا

نہ دکھلانا کسی بد بیں کو نقشہ اپنی حالت کا
یہ صورت غیر کی آنکھوں سے ہر صورت نہاں رکھنا

جھکا رکھنا بدرگاہ خدا دندِ جہاں گردن
سر عجز و نیاز و بندگی بر آستاں رکھنا

بھلانا مت کسی دم بھی تصور حق کی صورت کا
خیال روئے جاناں اپنے دل میں ہر زماں رکھنا

حقیقت میں بہت پرخوف ہے رستہ طریقت کا
قدم اپنا سمجھ اور سوچکر ہمسر ور یہاں رکھنا

جب نہ تھا یہ عالم ایجاد کیا موجود تھا
پردہ دار پردۂ وحدت خدا موجود تھا

صفحۂ ایجاد پر جاری نہ تھا جبتک قلم
سب کا نقشہ لوح قدرت پر لکھا موجود تھا

سب کے آنے سے یہاں پہلے تھا جاناں کا ظہور
دل نہ تھا موجود لیکن دلربا موجود تھا

جبتک ان فانی مکانوں میں رہا انسان مکین
ہر گھڑی پیک اجل سر پر کھڑا موجود تھا

ساتھ کیا لیجائیگا جب جائیگا اے بیخبر
آیا تھا جسوقت تیرے پاس کیا موجود تھا

کیوں نکی اس حاضر و ناظر پہ انسان نے نظر
کیوں نہ دیکھا اسکو جو ہر ایک جا موجود تھا

ہوں نہ پایا فیض عرفاں اسنے اپنی ذات سے
جسکے خود گھر میں یہ گنج بے بہا موجود تھا

آدمی کو ملگیا اس عالم ایجاد مین / پہلے جو مقسوم مین اُسکے لکھا موجود تھا
چھپکے اے عاصی کیے کسواسطے تونے گناہ / جب خدا تیرے مقابل دیکھتا موجود تھا
ابتدا مین یاد حق سے جسنے پائین لذتین / انتہا تک بر زبان اُسکے مزا موجود تھا

روز چھپ چھپ کر تجھے غارت ہی کرتا رہا
چور جو گھر مین ترے سرور چھپا موجود تھا

موحد نیکے ہے وحدت کا جسنے مدعا پایا / اُسی بندہ نے پائی ہے خدائی اور خدا پایا
بھلے لوگون کی جسنے اچھی صحبت کا مزا پایا / بھلائی کی اُسی نے چکھی لذت اور مزا پایا
بڑھایا جسنے پایہ عاجزی و خاکساری کا / بڑا رتبہ اُسی نے حق سے پایا اور بڑا پایا
قدم سر سے بنا کر جو براہ جستجو دوڑا / سراغ اُسنے نکالا اپنے حق کا اور پتا پایا
خدا پایا نہین گر بندۂ نادان نے دنیا مین / اگر پایہ شہنشاہی کا پایا ہے تو کیا پایا
بلند اتنا ہے پایہ بارگاہ لایزالی کا / ملا پایہ سے جسکے عرش کو معراج کا پایا

مطلع

بشہراہ طریقت جسنے کامل رہنما پایا / اُسی نے منزل صدق و صفا کا راستہ پایا
حقیقت کی حقیقت کس طرح ظاہر کرے کوئی / یہان آکر وہ خود گم ہوگیا جسنے پتا پایا
فدا جان جسنے کردی خود بخود اُسکو ملا جانان / خوشی سے دیدیا دل جسنے اُسنے دلربا پایا
کھلی آغاز اور انجام کی کسپر ہے ماہیت / بھلا ہے کسنے اس بے انتہا کا انتہا پایا
نظر دوڑائی اور دنیا مین دیکھا چار سو تمنے / مگر اُس ایک کا ثانی نہ کوئی دوسرا پایا

جھکا کر سر بدرگاہ الٰہی کی دعا جسدم
وہین سرور نے دروازہ اجابت کا کھلا پایا

نہ کر اندیشۂ امروز و فردا / کہ ہے ہر وقت مولا دینے والا
ہمیشہ اپنے خالق سے مدد مانگ / بہر حال و بہر وقت و بہر جا

ذرا کھول آنکھیں تا تجکو نظر آئے — خدا کی خلق مین خالق کا جلوا
اطاعت مین سدا رکھ پست گردن — کہ ہو دونون جہان مین بول بالا
کسی بندہ کی ملکیت نہین ہے — حقیقت مین یہ ملک و مال دنیا
بہر خانہ بچہرا کرتی ہے دولت — کہین پورا نہین اُس کا ٹھکانا
سمجھ لیتے ہین لیکن بعض نادان — اسے ناحق بہی ملک و مال اپنا
جو حق کے حکم سے گردن نہ پھیرے — وہی اچھا ہے ہر بندہ سے بندا
کبھی وہ ہو قیام بندگی مین — کبھی جھک جھک کرے طاعت کا سجدا
بدرگاہ خدا پھیلائے رکھے — بشکل بندگان دست تمنّا
نہ چھوٹا مرگ کے پنجہ سے رستم — نہ افریدون نہ اسکندر نہ دارا
کوئی پہونچا نہین اُس گھر سے پیغام — نہ پھر جاکر کوئی آیا دوبارا
رہو ہر وقت مشغول عبادت — پکڑ عادت بہ تسبیح و مصلّا
گنہ آجائین جب اپنے تجھے یاد — بہت افسوس کر اے مرد دانا
بہت سارو بشکل ابر گریان — بہا آنکھون سے پانی مثل دریا

ردیف	کوئی بندہ نہین سرور تیرا دوست وگر ہے تو فقط مولی ہی مولا	ب

ذرہ شو تا نسبتے حاصل کنی با آفتاب — خاک شو تا بر ندت از زمین تا آفتاب
باش اندر سجدۂ تسلیم خم مثل ہلال — در دو ہفتہ تا شود جسمت سراپا آفتاب
در طلب شو طالب یکرنگ یا مطلوب باش — قطرہ شو یا بحر جوشان ذرہ شو یا آفتاب
توبہ کن توبہ پشیمان شو کہ این در بستہ نیست — تا نگردد از رہ مغرب ہویدا آفتاب
بیشک از انوار لطف مہربان جزو کل — پرتو افگن گردد از یک لمعہ صدہا آفتاب
ہست نور قدرتش روشن بہر پست و بلند — مینماید چہرۂ تابان ز ہر جا آفتاب

دور کن از مطلع ناصاف خود گرد و غبار
جلوہ گر گردد بچشم روشنت تا آفتاب

سرور اخر بہ حمد ایزدی کار تو نیست
خود تو میدانی چہ نسبت ذرہ را با آفتاب

حاضر و ناظر ہے وہ خلاق اکبر روز و شب
مثل جان جسم و بدن ہے ہر گھڑی وہ جان جان

ہر گھڑی ہر وقت ہر دم ہر زمان ہر روز و شب
مثل دل ہے در بغل سب کے وہ دلبر روز و شب

چہرہ دکھلاتا ہے وہ ہر طالب دیدار کو
چاند بنکر اور کبھی خورشید بنکر روز و شب

جابجا ہے پرتو افگن آفتاب معرفت
ہر طرف نور الٰہی ہے منور روز و شب

جاوہی ہے آٹھوں پہر دریای لطف سرمدی
ابر فیض ایزدی ہے سایہ گستر روز و شب

ہر جگہ اس یار ہر جائی کا رہتا ہے قیام
رہت و چپ پر وبالا یا ہر اندر روز و شب

تازہ تازہ رنگتیں ہر لاتا رہتا ہے مدام
اس چمن زار جہان میں پھول گل تر روز و شب

بندگان ذات مولیٰ سالکان راہ حق
ذکر سے غافل نہیں رہتے ہیں دم بھر روز و شب

رزق دیتا ہے وہی روزی رسان شام و سحر
سبکی لیتا ہے خبر وہ بندہ پرور روز و شب

بادشاہان زمانہ مالکان مملکت
سب کھڑے رہتے ہیں سائل اسکی در پر روز و شب

حضرت حاجت روا کا ہر گدا محتاج ہے
ہیں فقیر اس بای دولت کے تونگر روز و شب

روز و شب پھیلا ہر رگاہ خدا دست نیاز
بندگی کر سر جھکا کر حق کی سرور روز و شب

جب اکھڑ جائی چمن سے آشیان عندلیب
پھر کہاں جز لامکان ہوگا مکان عندلیب

گل کو لیجائیگا جب گلبن سے گلچین توڑ کے
ساتھ ہی نکلی ہوئی جائیگی جان عندلیب

خاک اڑ جائیگی جب اس خاک تنی بنیاد کی
پھر کہاں رہجائیگا باقی نشان عندلیب

گل کا گل ہو جائیگا گلزار ہستی جسدن چراغ
اس گھڑی پھولیگا ہر داغ نہان عندلیب

روئیگی کیونکر نہ گل کی یاد میں وقت خزان
ابر کے مانند چشم خونفشان عندلیب

مطلع

ہم بھی وصفِ گل میں ہیں ہندستان عندلیب | گر زبان اپنی بھی بجائے زبانِ عندلیب
ساری چپ ہو جائینگی آخر کو مرغانِ چمن | کوئی دن ہے نالۂ قمری فغانِ عندلیب
آ تو بولینگے جہان اب بولتی ہین بلبلین | زاغ کا مسکن بنیگا آشیانِ عندلیب
جسم سے بلبل کے جائیگی نہین گلشن کی بو | خاک کھا جائے جب تک استخوانِ عندلیب
گذرا موسم گل بھی گلشن کے سبھی مرجھا گئے | رہ گیا باقی زبان پر داستانِ عندلیب
موسمِ گل تک فقط اس بوستانِ دہر مین | ہے یہ فخر و اقتدار و عز و شانِ عندلیب

ہم زبانی گل سے اے سرور اگر مطلوب ہے
عاشقون سے سیکھ لے اول زبانِ عندلیب

ہے کیون بندہ پابند غم روز و شب | ہے رنجیدہ دل کسلیے بے سبب
سنور جاتے ہین کام بندے کے سب | ہوا کرتا ہے جب فضل رب
خدا پر نہ شاکر ہو یہ خاکسار | غضب ہے غضب ہے غضب ہے غضب
کبھی ہے وہ خورسند غمگین کبھی | ہے انسان کی دنیا مین حالت عجب
ہین تیری کمائی کے دن آجکل | تیری بہتری کا زمانہ ہے اب
نہوگا اگر آج ہشیار تو | تو پھر خواب غفلت سے اٹھیگا کب
تو مرتا ہے دنیا پہ کیون اسقدر | اٹھاتا ہے کیون بار رنج و تعب
دم آخرین سخت پچھتائیگا | سفر کرکے جائیگا دنیا سے جب
ترے سود و بہبود کے واسطے | مسبب ہی کرتا ہے پیدا سبب
بنایا ہے بندہ خدا نے تجھے | سکھائی ہین اپنی عبادت کی ڈھب
ہے اب وقت کر لے جو کرنا ہے کام | یہان سے گیا جب پھر آئیگا کب
زمانہ مین آ ساری خلقت سے پیش | باکرام و اعزاز و خلق و ادب

عمل کا شرف حق کو منظور ہے
نہ پوچھیگا سرور حسب اور نسب

آنکھیں کھول اور دیکھ روشن ہر طرف انوار ذات ۔ بنکے بینا دیدۂ باطن سے کر دیدار ذات
جلوہ گر ہے ذات کا جلوہ یہ بستان جہان ۔ ذات کی گلشن مین ہے پھولی ہوئی گلزار ذات
محو حسن ذات حق ہر عندلیب زار ہے ۔ چہرۂ ہر گل پہ ہین پرتو فگن انوار ذات
ہر صفت ہے مظہر نور صفات ایزدی ۔ ظاہر ہوتا ہے ہر اک اظہار سے اظہار ذات
کون لا یعقل بھلا منکر صفات حق سے ہے ۔ کونسا بد ذات کرتا ہے بھلا انکار ذات
دل کو کر لے مظہر فیض صفات ذات حق ۔ اپنے سینہ کو بنا گنجینۂ اسرار ذات

مطلع

پھولتی پھلتی رہینگے حشر تک گلزار ذات ۔ ہے شگفتہ تا قیامت گلشن بے خار ذات
تیری صورت سے مصور کی نمایاں شکل ہے ۔ ہے عیاں خود تیری اپنی ذات مین آثار ذات

ذات حق کا قرب اے سرور اگر مطلوب ہے
چھوڑ دے سب دعوی قومیت کی اور تکرار ذات

ہے چاروں طرف جلوہ گر اُسکی صورت ۔ اِدھر اُسکی صورت اُدھر اُسکی صورت
ہے شام اُسکی صورت سحر اُسکی صورت ۔ یہ دونوں ہین شمس و قمر اُسکی صورت
وہ صورت کی پابند رہتے نہین ہین ۔ جو رکھتے ہین زیر نظر اُسکی صورت
لکھا رکھا ہے ہر جگہ اُسکا نقشہ ۔ کھنچی رکھی ہے سب کے گھر اُسکی صورت
اُسی کی بہار اور اُسی کی خزان ہے ۔ ہے ہر سبز و خشک و تر اُسکی صورت
کوئی سمت بھی اس سے خالی نہین ہے ۔ نمایاں ہے دیکھو جدھر اُسکی صورت
جو ارباب بینش ہین وہ دیکھتے ہین ۔ منقش ہے ہر دار و در اُسکی صورت
اگر دیدۂ دل سے اُٹھ جائے پردہ ۔ بہر صورت آئے نظر اُسکی صورت

یہ چھپ جاینگی صورتین جسقدر ہین — رہیگی نہ باقی مگر اُسکی صورت
اُسی شکل سے ساری ملتی ہین شکلین — یہ ہین صورتین سربسر اُسکی صورت

ذرا دیکھ سرور کہ تجھکو نظر آئے
چپ و راست زیر و زبر اُسکی صورت

بدلتے رہتے ہین دنیا کے حالات — کبھی دن جلوہ دیتا ہے کبھی رات
بغیر از مرگ حاصل زندگی سے — نہوگا کچھ بھی اسے مرد نکو ذات
مزا حاصل ہے کیا دنیا سے تجھکو — کہ اسکی محض بے لذت ہین لذات
اٹھامت رنج و تکلیف اسکی خاطر — کہ کٹ جائین خوشی سے تیری اوقات
نکر اس مین تلاش آب حیوان — کہ ہے اس فیض سے خالی یہ ظلمات
رہ حق پر اگر چلنا ہے منظور — قدم رکھیو بہ استحکام و اثبات
لکھا ہے ایک ہی وحدت کا مضمون — بانجیل و بہ فرقان و بتورات
فقط اخلاص دل سے بندگی کر — کہ منظور خدا ہون تیری خدمات
خدا کے واسطے فی الفور ہو جا — الگ دنیا کے سر پر مار کر لات
تصور دور کرکے اسکا دل سے — بدل ڈال اپنے سب بیجا خیالات
اوٹھا لیجائیگا کیا اپنے سر پر — یہ گنج و مال و عالیشان عمارات

غزل ایک اور بھی لکھ ایسی سرور
کہ دردانگیز ہین تیرے خیالات

جو گھر کا مال ہے سب کر دی خیرات — کہ آئندہ کھلے باب فتوحات
نفی اثبات کا ہر وقت کر ذکر — نہ لا جز ذکر کوئی بر زبان بات
نکوئی کرنے مین مانند جامی — تعجل کن کہ فی التاخیر آفات
کیا کر بندگی اپنے خدا کی — بہر حالت کبھی دن اور کبھی رات

خلاف حکم کوئی بات مت کر — بگاڑ اے نیک خو مت اپنی عادات
ہے بیجا کھیل تیری زندگی کا — کہ اس بازی میں آخر آئیگی مات
نہ کر اس زندگانی پر بھروسا — کہ ہے اسکو بقا دن پانچ یا سات
محبت کچھ نہ رکھ ان دوستوں سے — کہ ہے بیفائدہ ان کی ملاقات
ترے گھر میں فقط مطلب کے خاطر — ہوا کرتے ہیں سب حاضر یہ حضرات
ترے وکلے لبھانے کے لیے ہیں — یہ تعظیم و یہ تکریم و مدارات
نکل جائیگا جب مطلب دوبارہ — نہ آئینگے نظر یہ بے وفا ذات

رہے بستان دل سرسبز سرور
جھڑی باندھے اگر آنکھوں کی برسات

تو پہلے آئینۂ دل کی کر صفا صورت — کہ صاف تجھکو دکھائے وہ دلربا صورت
ابھی سے بگڑی ہوئی اپنی تو بنا صورت — خدا کو جاکے دکھائیگا ورنہ کیا صورت
اجل کے پردہ میں جب لیگا تو چھپا صورت — نہ یار دیکھیگا تیری نہ آشنا صورت
ہمیشہ رکھنا طلب طالبان معنی کی — کبھی نہ عاشق صورت کی دیکھنا صورت
پلٹ گیا ترا کیونکر وہ خوشنما نقشہ — بدل کے نکلی ہے کیونکر یہ بدنما صورت
تو بخشا جائیگا کس طور سے خدا جانے — تری رہائی کی نکلے گی دیکھیں کیا صورت
تو بندہ ہوکے نہیں حق کی بندگی کرتا — ذرا تو شرم کر اے مرد بیحیا صورت
کر ایسی پہلے سے اصلاح اپنی صورت کی — بگڑ نہ جائے کہیں تیری انتہا صورت
وہ ایک جلوۂ وحدت ہے جلوہ گر گھر گھر — دکھاتی ایک ہی صورت ہے جابجا صورت
وجود خلق خالق ہی کا عین نقشہ ہے — دکھاتا اپنی خدائی سے ہے خدا صورت

بغیر خاک نظر آئیگا نہ کچھ سرور
تو اپنی غور سے دیکھیگا جب ذرا صورت

دوستی مین تجکو دیسکتے ہین کیا آرام دوست
صبح نجاتی ہین جو دشمن تری اور شام دوست

مان فرمان ای مسلمان دور کر کفر و نفاق
جھک کے کر تسلیم ای مرد خدا اسلام دوست

نیک و بد سے دوستی اپنی بڑھا ای صلح کل
خاص بھی جس سے تری غمخوار ہون اور عام دوست

دوستی نیکون کی تجھکو نیکی پہونچائیگی
صحبت بد سے بدی دلوائیگا بدنام دوست

مرد نیکر زاد راہ آخرت پہونچا ہے ہم
جتنی ہو سکتی ہی کر محنت نہ بن آرام دوست

ہوگا تو جسوقت سارے دوستون سے ناامید
ایسے وقت بیکسی مین ہوگا حق انجام دوست

منھہ دکھائینگے نہ پھر برسون تلک بھی دیکھنا
آج ہین خدمت مین حاضر جتنے صبح و شام دوست

چھوڑ دو ای دوستو ان دوستون کی دوستی
بس سمجھ لو ایک محبوب ازل کا نام دوست

یار ہے کیا یار جو اپنی غرض کا یار ہے
دوستون سے دوست مطلب دوست ہی کس کام دوست

دشمن جان ہین حقیقت مین بدنیا ہو دنی
پختہ مغزان محبت کی لیے یہ خام دوست

ث	چار دن کی دوستی رکھے بھلا کس دوست سے دوستو کس کو بنالے سرور گمنام دوست	ردیف

نہ چھوڑا اپنا کوئی ترکہ کسی کو مت بنا وارث
بجز ذات الٰہی اپنا مت رکھہ دوسرا وارث

ادھر جلدی بچا تو اسے بخیر سب چھوڑ کر ترکہ
ادھر قایم کرینگے اپنے دعوے جا بجا وارث

کسی برسون مین جو تو نے کیا ہے جمع گنجینہ
وہ سب لیجائینگے بس ایکدم بھر مین اڑا وارث

نکل ہاتھون سے جب تیری گیا یہ مخزن دولت
نہین امید کچھ اس سے تجھے پہونچائیگا وارث

تو کیون رکھہ چھوڑتا ہی مال و زر اولاد کی خاطر
خدا خود اسکو دیگا جو کوئی ہوگا ترا وارث

مطلع

تیرے مرنے کو سب ہین منتظر صبح و مسا وارث
اجل تیری خدا سے چاہتے ہین اقربا وارث

کوئی رہنے نہ پایا گھر کا مالک اور دنیا مین
رہا باقی خدا والی خدا مالک خدا وارث

نہ ہنستا ہی نہ روتا ہی کوئی اسکے جنازہ پر
سفر کرتا ہی جب مالک جہان سے مردلا وارث

بناکیا گر یہ وارث بن گیا ملک سلیمان کا
ہوا کیا گر یہ نادان گنج قارون کا ہوا وارث

بجز خاک اُسکو کیا حاصل ہوا ہو دار فانی مین
بھلا یہ بندۂ ناچیز ہے کس چیز کا وارث

کسی کے بھی نہ قبضہ مین رہی دنیاے دون سرور
ہزارون اسکے مالک بن چکے بے انتہا وارث

حق کے در پر بے دھڑک جائیے تو جائے مستغیث
داد حق کی داد سے پائے تو پائے مستغیث

بندۂ محکوم کے کیون پاس جائے مستغیث
جب کھلا دربار باری ہی برائے مستغیث

ہے وہی مشکلکشا مشکلکشا ہے بندگان
ہے وہی حاجت روا حاجت روائے مستغیث

عجز سے انصاف ملتا ہے وہان مظلوم کو
عجز سے منظور ہوتی ہے دعائے مستغیث

آپ کرتا ہے عدالت حضرت پروردگار
مان لیتا ہے وہ حاکم التجائے مستغیث

مطلع

موم کردیتی ہے پتھر کو صدائے مستغیث
جا پہونچتے ہین فلک تک نعرہائے مستغیث

مقتضائے عدل ہو جب مدعائے مستغیث
کیون نہو حکم عدالت بر رضائے مستغیث

منہ سے بولے یا نہ بولے بندۂ اندوہناک
گوش قدرت سے وہ سنتا ہے صدائے مستغیث

مستغیث اپنا پئے خون جگر جب تک پیے
کھائے غم مین لخت دل جبتک کہ کھائے مستغیث

ذات باری سب کی سنتے ہے برابر نالشین
کیونکر اُس درگاہ سے محروم جائے مستغیث

راز دل اپنا ستمدیدہ کرے کس سے بیان
اپنی حالت کسکو جاکر سنائے مستغیث

ردیف ج

کرسکے کیونکر زبان سے حال دل سرور بیان
بند زنجیرون مین ہون جب دست و پائے مستغیث

رات دن شام و سحر آئیگا تیرے کام سچ
چاند سورج کی طرح روشن کریگا نام سچ

حق کا بندہ ہے اگر رکھ ہر گھڑی حق پر نظر
جھوٹھ کا آخر ہے جھوٹھا اور سچ کا ہے انجام سچ

اپنے پایہ سے نہین گرتا ہے سچا آدمی
راست بازون کیلیے پورا ہے استحکام سچ

سر بسر سچ جان فرمانِ خداوند کریم
سچے دل سے مان جو نازل ہوئی احکام سچ

میٹھی ہوگی تیری ہر اک بات مانند نبات
راست گو بنکر اگر بولیگا صبح و شام سچ

مطلع

مرد کافر کو دکھاتا ہے رہ اسلام سچ
ملزموں کے دور کر دیتا ہے سب الزام سچ

جھوٹھی یہ دنیا ہے اور جھوٹے ہیں سب دنیا کے دوست
راست اگر پوچھو تو ہے ذات خدا کا نام سچ

سچا بنکر زبان اپنی سے وہ سچا کلام
صدق دل سے جان لیں سب جسکو خاص و عام سچ

تجھکو سچ رکھیگا بیشک تا قیامت سرخرو
عمر بھر کے واسطے پہونچائیگا آرام سچ

سچ کبھی گھٹنے نہیں دیتا ہے اسکا اعتبار
مرد کو ہونے نہیں دیتا کبھی بدنام سچ

آج کل کا وقت سرور کیسا نازک وقت ہے
وقت پر بے جھوٹھ کے دیتا نہیں ہے کام سچ

ہے مال و زر کا ترے گھر میں جمع جتنا گنج
وہ ایک دم میں اُٹھا دے براہ مولا گنج

سپرد کر کے نہ جانا وہ مفت خوروں کے
جو تو نے رنج اُٹھا کر کیا ہے پیدا گنج

کسی کے واسطے مت چھوڑ ایک خرمہرہ
اُٹھا لے باندھ کے سب اپنے ساتھ اپنا گنج

بنا لے سینے کو حسنِ عمل کا گنجینہ
کہ کام آئے ترے وہ برائے عقبیٰ گنج

سفر کے وقت ہر چار سو نظر رکھنا
مبادا چھین لیں قزاق تجھ سے تیرا گنج

مبادا کام نہ آئے کسی کے تیرا مال
زمین میں دابا ہی رہ جائے وہ سراپا گنج

وہ بندہ ہیچ سمجھتا ہے گنج قارون کو
خدا سے صبر و قناعت کا جسنے پایا گنج

وہ فیض دائمی کر اپنی ذات سے جاری
کہ بٹتا لوگوں میں تیرا رہے ہمیشہ گنج

نہ چور کا اُسے غم ہے نہ خوف رہزن کا
ہے گھر میں جسنے کیا جمع معرفت کا گنج

دیا ہے حق نے تجھے مال صرف کرنے کو
دبا کے رکھا ہے کس واسطے پھر اتنا گنج

ترا خزانہ پہ پورا ہے آج کل قبضہ
خدا کی راہ پہ دے ڈال اپنا سارا گنج

تو کیسے مانگتا پھرتا ہے کوڑیاں گھر گھر
کہ تیرے گھر میں ہے موجود موتیوں کا گنج

رہا کسی کے نہیں پاس آج تک سرور
جو جمع کر گئے اسکندر او دارا گنج

بڑھ گیا اس خاک کے پتلے کا کیوں اتنا مزاج
چڑھ گیا کس پر ہے تا عرش بریں اسکا مزاج

ایسی کیا سوء المزاجی آگئی اس خاک میں
جس سے اس بیمار کا ہے اسقدر بگڑا مزاج

اونچا کس پر ہے مزاج اس بندۂ مملوک کا
عاجزوں اور خاکساروں کا بھلا ہی کیا مزاج

اصل انسان ہی جو انسان حلیم الطبع ہوے
آدمی وہ آدمی ہے جسکا آہستہ مزاج

پانی کا قطرہ تھا تو یہ خاک یا گرد و غبار
جب سے اب پایا نہیں جاتا ترا اصلا مزاج

خلق سے کیوں ایسا پیش آتا ہی کج خلقی کی ساتھ
سیدھے بندوں سے بھلا رکھتا ہی کیوں ٹیڑھا مزاج

ظاہر و باطن اگر صحت تجھے مطلوب ہے
کر درست اپنی طبیعت اور سنوار اپنا مزاج

دوست دشمن نیک و بد ساری ترے مشکور ہوں
بدمزاجی سے مبرا ہو اگر تیرا مزاج

اس سے کیا بہتر ہے گر دنیا میں حاصل ہو تجھے
اچھا خلق اچھی طبیعت اچھی خو اچھا مزاج

خاک سے نکلا ہی تو پھر خاک میں چھپ جائیگا
اسقدر رہی کس بھروسے پر ترا اونچا مزاج

اپنے پایہ سے تجاوز سرورا ہرگز نہو
رکھ سدا اپنا بحد اعتدال ایسا مزاج

پہلے بھی تجھ سے بہت تھے اہل تاج
سرزمیں کا جنکو ملتا تھا خراج

آخر الامر اس جہان سے چل دیے
چھوڑکر سونے کے تاج اور تخت عاج

آج تک سوتے ہیں وہ زیر زمین
جنکا تھا عرش معلی پر مزاج

بدمزاجی سے نہیں چارہ کوئی
یہ مرض ہے فی الحقیقت لاعلاج

گذرا جاتا ہے تری محنت کا وقت
کل کو جو کرتا ہے کرلے کام آج

سر جھکانے میں تجھے اے خاکزاد
کیسی عار اور کیسی شرم اور کیسی لاج

ساتھ لیجائیگا دنیا سے نہین
جبکہ سلطان سلطنت اور راجہ راج

سیہ ہو انسان اسکی خاطر کیون ملول
رکھے کیون اس بیوفا کی احتیاج

تیرہ بن کر کام جو کرنے کا ہے
مرد حق ہو کر نہ بن رد یہ مزاج

ہے مرض مہلک ہوا و حرص کا
کر علاج اس کا ابھی سے کر علاج

دم نہین دم جب تلک ہے مت جائیو
دوستون کے پاس لیکر احتیاج

مرد روشن دل بنور ایزدی
دین اور دنیا مین ہے روشن سراج

ردیف	صدق دل سے مان لے اس بات کو سرور راہ شرع مین جسکا رواج	ح

پکار خالق اکبر کے نام کی تسبیح
کہ سن لین عرش پہ سبوحیان تری تسبیح

فرشتہ بن کے بچرخ برین پہونچ جائے
پڑھے زمین پہ اگر کوئی آدمی تسبیح

خدا کے ذکر مین مشغول صبح و شام رہو
کر اسکے نام کی ہر وقت ہر گھڑی تسبیح

جناب باری کو کر یاد بار بار مدام
پکڑ کے ہاتھ مین سمرن کبھی کبھی تسبیح

دم اخیر تلک کر عبادت مولے
سمجھ لے زندگی مین اپنی زندگی تسبیح

فلک پہ ساری ملک کرتے ہین خدا کا ذکر
زمین پہ پڑھتا ہے ہر ایک آدمی تسبیح

پڑھ اپنے سینہ سے سبحان ربی الاعلے
کہ ہے یہ صفحۂ دل پر لکھی ہوئی تسبیح

کبھی زبان سے نفی بول اور کبھی اثبات
کبھی پکار تو تہلیل اور کبھی تسبیح

خدا کی یاد مین ہین دام ودد وحوش وطیور
اسی کی رکھتے ہین ورد زبان سبھی تسبیح

فریب و مکر کا ہر گز بچھا نہ سجادہ
نہ باندھ لوگون کے دکھلانے کو بڑی تسبیح

ہزار دانہ کی تسبیح کیا ضرورت ہے
بنالے انگلیون کی وقت بندگی تسبیح

	بسلک نظم پروئے نئے گہر سرور بنالے موتیون کی حمد ایزدی تسبیح	

دیده بکشا و بچشم دل ببین انوار روح
تا و ہر جلوہ بنور دیدہ ات دیدار روح

آب پاشی کن چو ابر از دیدهٔ گریان خویش
تا شود خندان به بستان تنت گلزار روح

کے شود و صح از اطبائے زمان آزار جان
از مسیحا کے شفا حاصل کند بیمار روح

برفگن از دوش انبار تعلق اے عزیز
تا نگردد بار جسمت باعث ادبار روح

مطلع

خانهٔ تاریک دل کن روشن از انوار روح
سینه را گنجینهٔ اسرار کن از اسرار روح

کن بسودائے محبت روز و شب سوداگری
تا بماند گرم در شہر تنت بازار روح

نہ قدم بیرون ز خارستان تن ای عندلیب
کن نظر در لاله زار گلشن بیخار روح

شمع روشن کن درون دل ز نور معرفت
تا شود خاک وجودت مطلع انوار روح

عرشیان در گریه و روحانیان در حیرت اند
از صدائے نغمهٔ جانسوز موسیقار روح

جسم خاکی چون شود منکر ز وحدانیتش
شد ازین دعوی جهود روز الست اقرار روح

روح عاجز را مکن در بند عصیان مبتلا
رحم کن بہر خدا اے سرور بحال زار روح

کریگا نکتہ وحدت کی کوئی کیا تشریح
ہے جسکی واحد مطلق ہی جا بجا تشریح

ہے ایک لفظ احد کی ہزارہا تشریح
الگ الگ ہیں مضامین جدا جدا تشریح

وہ کیسا واحد مطلق ہے جسکی کثرت کی
کسی سے ہو نہ سکی آجتک صفا تشریح

بشکل شمع جلا دین وہین زبان اُسکی
گر اُسکی کوئی موحد کرے ذرا تشریح

دقیق نکتہ ہے نکتہ خدا کی عرفان کا
لکھے گا کیا کوئی تفصیل اُسکی یا تشریح

نہ سمجھے آدمی وہ بات کیا جہالت ہے
عزیز و کرتا ہو جس بات کی خدا تشریح

جو لکھنے پڑھنے سے باہر ہون رمز کی باتین
زبان خامہ کرے اُسمین کیا بھلا تشریح

کسی کو اپنی مصیبت کی مت دکھا تفصیل
کسی کو حالت باطن کی مت سنا تشریح

ہر ایک حکم کی تعمیل تجھپہ واجب ہے / ہے جسکی کی گئی قرآن مین جا بجا تشریح
جو مجمل اُترے تجھے فرمان جناب باری سے / نبی ہین کر گئے اُسکی ذرا ذرا تشریح

بروز حشر ترا پڑھکے نامہ اے سرور / ترے گناہون کی دینگے تجھے سنا تشریح

صلح کو جانتے ہین اہل صلاح / قوت جسم و راحت ارواح
یاد کر سب کو خیر و خوبی سے / کہ سبھی خلق ہو تیری مداح
روز و شب بندگی مین ہو مصروف / سجدہ کر سر جھکا کے شام و صباح
بخشوا حق سے اپنی تقصیرین / رہ ہمیشہ بزاری و الحاح
بعد ازان دیکھ غیر کی حالت / پہلے کر اپنے حال کی اصلاح
نفس سرکش کے جنگ کی خاطر / گر تو مرد خدا ہے باندھ سلاح
مارتا ہے اگر اُسی کو مار / شرع مین بھی ہے جسکا خون مباح
جسم کو بندگی مین رکھ مشغول / کہ خدا بخشے تیری روح کو راح
زال دنیا کے ہوتے رہتے ہین / روز لاکھون طلاق اور نکاح
دیکھ اس سے بچ سکے جتنا / ہے ترے واسطے یہی اصلاح
پہونچے فوراً بمنزل مقصود / ہو اگر رہرو طریق صلاح
دیکھ گر تیری آنکھین روشن ہین / ملک ملکوت و عالم ارواح

ردیف | اپنے فضل و کرم سے سرور پر / کھلا رکھ باب فتح یا فتاح | ح

بھلائی کرلے کسی سے کہ آج کی تاریخ / بھلا زمانہ بھلے دن ہین اور بھلی تاریخ
پرانے وقتون کی برباد ہو چکی تاریخ / نئے زمانہ کی ہے آجکل نئی تاریخ
بخیر و خوبی زمانہ سے سب تو چل دیگا / مبارک آئیگی دیکھین وہ کون سی تاریخ
بھری ہین ذکر سے جنکے ہزارون تاریخین / کہان دکھائی وہ دیتی ہین آج کی تاریخ

نشان نہ دارا کے دفتر کا آج ملتا ہے ۔۔۔ نہ پائی جاتی ہے کوئی سکندری تاریخ

مطلع

جہان میں آیا تھا تو پہلے بھی کسی تاریخ ۔۔۔ یہاں سے جانے کی بھی کوئی آ سکی تاریخ
ہمیشہ کرنے کا ۔ کام حق کی بندگی کا ہر ۔۔۔ ٹھہر آسکے واسطے ٹھہرا دوست کوئی تاریخ
خدا ہی جانے کہ کس روز مرگ آ پہونچے ۔۔۔ کہ اسکی کوئی نہیں ہے مقرری تاریخ
گذرتے جاتے ہیں دن جتنے زندگانی کے ۔۔۔ کم ہوتی جاتی ہے ہر روز عمر کی تاریخ
بوقت شام بھلا کس سے مانگے گا اجرت ۔۔۔ نکمے بیٹھ کے جسکی گذر گئی تاریخ

لکھی ہیں تو نے بہت سی کتابیں اے سرور
کوئی ہے حمد کوئی نعت اور کوئی تاریخ

بازیاں تازہ دکھاتا ہے مجھے ہر بار چرخ ۔۔۔ جب تک اپنے دور میں ہے روز و شب دوار چرخ
ہر گھڑی ہر وقت ہر دم روز و شب صبح و مسا ۔۔۔ رنگتیں کرتا ہے دنیا میں نئی اظہار چرخ
تارا چمکاتا ہے دولت کا کسی کے واسطے ۔۔۔ اور دکھاتا ہے کسی کو ظلمت ادبار چرخ
الٹیاں چلتا ہے چالیں روز و شب گردوں دلا ۔۔۔ ٹیڑھے کھاتا ہے ہمیشہ پیچ کج رفتار چرخ
ابر فیض حق اگر برسے زمیں پر ایک بار ۔۔۔ خار سے پیدا کرے سو گلشن بہار چرخ
بندگی میں گردن گردون دون جب جھک گئی ۔۔۔ ہو گیا نور خدا سے مطلع الانوار چرخ
یہ گرفتار شکم دو روٹیوں کے واسطے ۔۔۔ کھاتا ہے مثل سبو خورشید ہر گلی بازار چرخ
بیوفا نا آشنا دنیا ہے کس کی آشنا ۔۔۔ دوست کس کا ہے زمانہ اور ہے کسکا یار چرخ
گردش گردوں سے کیوں اے مرد دوں ڈرتا ہے تو ۔۔۔ جب نہیں دنیا میں تیرے کام کا غمخوار چرخ
لائیگا اک روز چکر میں تجھے گردون دون ۔۔۔ ہوگا تیری کج روی کے لیے تیار چرخ

بار دنیا سر پہ اے سرور اٹھا بیٹھا ہے تو
آ بچا لے اس سے ہر سر میں ترے اسے بار چرخ

کسقدر رکھتا ہے اپنا حوصلا انسان فراخ
کسقدر اس مرد کی ہمت کا ہے دامان فراخ

بن کے صابر تھوڑے سے ٹکڑوں کو سمجھ لینا شکم
پیٹ کر رکھتا ہے اپنا بندۂ نادان فراخ

جان سہت تنگی سے دیتے ہیں وہی وقت اخیر
جنکے دنیا میں محل اونچے ہیں اور ایوان فراخ

گھوڑا دوڑا لیجیے جی چاہتا ہے رات دن
معرفت کا ہے کھلا دروازہ اور میدان فراخ

گلشن دنیا میں کس کس گل کو دیکھے عندلیب
حوصلا اسکا ہے از بس تنگ و بستان فراخ

بخشی وسعت ہے محبت کو خدا نے کسقدر
حق نے کیا پیدا کیا ہے دامن احسان فراخ

بارگاہ ذات ربانی میں تنگی کچھ نہیں
آنے والوں کیلیے ہے در گہ جانان فراخ

رونا دھونا تنگدستی میں عبث ہے دوستو
دور ہی کر سکتے نہیں یہ دیدۂ گریان فراخ

سب سے اعلیٰ چاہیے رکھیں دلیری اہل دل
سب سے بڑھکر چاہیے ہو ہمت مردان فراخ

چاہیے روئے زمین پر ہو جو دست سخی
ہو بشکل دامن ابر گہر افشان فراخ

صبر ہو راحت ہو جو قسمت تنگ دستی تنگ دل
ہاتھ کر دیگی ترا شاہ جیلان فراخ

بندہ ہو کر اگر ہو تو گستاخ
لوگ اسپر کرینگے تجھکو مزاخ

بند کر حقّے تیرے سینے میں
ڈال رکھے ہیں حرص نے سوراخ

گلشن دہر کیا ہرا ہے
باغ دنیا ہے کیسا باغ فراخ

تختے تختے پہ جلوہ گر ہیں پھول
نغمہ زن بلبلیں ہیں شاخ بشاخ

کیوں بڑھا لے گیا ہے کاخ اپنا
آسمان تک یہ بندۂ گستاخ

تھوڑا سا انقلاب جب ہوگا
خاک میں جائیگا پلٹ کر کاخ

موت آئی تو کیا گئے کے لیے
کونسا بندہ ڈھونڈیگا سوراخ

سایہ گستر بشکل طوبیٰ ہیں
شجر معرفت کی ہر ہر شاخ

تنگ تنگی میں مست ہو اے صبور

د	مانگ اپنے خدا سے رزق فراخ	ردیف

ہوا و حرص کا جب تک نہ توڑیں ہم پیوند
خدا سے کس طرح جوڑینگے یک قلم پیوند

کبھی اکھڑ نہیں سکتا قیام عالم تک
خدا سے جسکا عزیزو گیا ہے جم پیوند

چھڑاتا جاتا ہے دنیا کا بندہ سالک
لگاتا براہ طریقت قدم قدم پیوند

نہ ٹوٹتا ہے نہ ٹوٹا تھا اور نہ ٹوٹیگا
ہے سخت رشتہ محبت کا اور محکم پیوند

خدا نے باندھ دیا تھا وجود عنصر کا
ازل کے روز بسر رشتۂ عدم پیوند

ہم آج رکھتے ہیں کیوں عار خاکساری سے
کہ ہونگے خاک سے آخر کو جا کے ہم پیوند

نہ آنا دیکھنا زنہار دام دنیا میں
چھڑا ہی لیتا جو ہوا اس سے بیش و کم پیوند

بلا پہ اور بلا کیوں بڑھاتے جاتے ہو
لگاتے جاتے ہو کیوں ایک غم پہ غم پیوند

بنا کسی کو نہ دنیا میں اپنا ہمرشتہ
سمجھ کسی کو کبھی ہرگز نہ اپنا ہم پیوند

نکل ہی جائینگے ایک روز ہو کے پوسیدہ
ہیں تیرے جوڑ دئے آپس میں جتنے قسم پیوند

فارسی	بھروسا دنیا کے پیوند پر نہ رکھ سرور کہ ہوتے جاتے ہیں ڈھیلے یہ دمبدم پیوند	غزل

ہر چہ خواہد میکند خلاق اکبر نیک و بد
ہست در دست خدای بندہ پرور نیک و بد

مسلم و کافر نہد گردن بخاک بندگی
ماندہ بر محراب تسلیمش نگون سر نیک و بد

بار دان ابر کرم ہر وقت بر پست و بلند
ہست خورشید عنایت جلوہ گر بر نیک و بد

حصہ می یابد ز خوان نعمتش ہر مار و مور
میخورد ہر روز و شب روزی برابر نیک و بد

جا بجا لرزان و ترسان است از عدلش جہان
ہست از قہرش ہراسان ہر زمان ہر نیک و بد

نیک و بد امیدوار فضل و احسان خداست
سوی او دارد نظر با دیدۂ تر نیک و بد

غور کن در حالت خرد و کلان در جا بجا
کن بچشم عبرت ای ناوان نظر در نیک و بد

در زمانہ روز و شبہا ہر سیاہ است و سپید
بینا بدید روے خود زین پردہ اکثر نیک و بد

تا توانی دوستی کن ترک با خلق جہان
زانکہ ہست از دوستانت طالب از رنگ و بد

فی الحقیقت مرجع خلق جہان ذات خداست
سوے حق دارد رجوع خود سر از رنگ و بد

بندہ را یارب عطا کن دیدۂ مردم شناس
تا شناسد ہر زمان زان نور سر و رنگ و بد

جو خود ہے بندۂ محتاج اسپہ کیا امید
خدا کی ذات پر رکھ بندۂ خدا امید

ہی طالبان حقیقت کی پیشوا امید
ہے سالکان طریقت کی رہنما امید

نہ دوستی کی ہے دنیا سے ابتدا امید
نہ ہو وفا کی زمانہ سے انتہا امید

ہزار دن خواہشین بندہ خدا سے رکھتا ہو
ہے حق کی ذات پہ اسکو ہزار ہا امید

دم آئے آئے نہ آئے کیا جانے
ہے کسکو زندگی کی ایک دم بھلا امید

گناہ گار ہزاروں گناہ کرتے ہین
نہیں ہین فضل خدا سے مگر وہ نا امید

جو آیا جانے کی خاطر ہے دار فانی مین
قیام کی وہ نہ رکھے یہان ذرا امید

بغیر حسرت و افسوس و ناامیدی کے
امیدواروں کو اس سے بھلا ہو کیا امید

وفا کی اہل زمانہ سے اس زمانہ مین
نہ ایک رکھے توقع نہ دوسرا امید

امید بندوں کی مطلب برآری کرتی ہے
دکھاتی سب کو ہی مطلب کا راستا امید

بھروسا رکھیگا پورا اگر تو خالق پر
تری برآئیگی فی الفور سرورا امید

وہی بندہ ہے غم سے آزاد
نہ رکھے جو کہ حب مال و اولاد

عیان ہے وحدت سے ہی کثرت کا جلوہ
اسی واحد سے ہیں لاکھوں کی تعداد

وہ ہی شاہنشہ اقلیم ہستی
وہ ہی فرمان رواے ملک ایجاد

خدا کے فیض سے پاتی ہو سب فیض
ہی خلقت جسقدر ارواح و اجساد

ہمیشہ دم بخود ہین اہل تسلیم
نہ زاری ہی نہ نالش ہے نہ فریاد

مطلع

رہیگا کب تلک یہ خانہ آباد ۔ دھری باقی یہ ہے جس گھر کی بنیاد
خدا سے مانگ جو تو مانگتا ہے ۔ کہ مل جائے تجھے دولت خداداد
عزیزو نفس امّارہ کو مارو ۔ کرو قتل اسکو فوراً بن کے جلاد
گرفتارِ غم دنیا نہونا ۔ الگ ہو جاؤ سب سے اور رہو شاد
نہو گر آدمی مین آدمیت ۔ تو پھر کس کام کا یہ آدمی زاد
خوشی خالق کی گر تم چاہتے ہو ۔ ہمیشہ رکھو اسکی خلق کو شاد
خدا کا دوست ہے حکم خدا سے ۔ اگرچہ فاسق و فاجر ہو جوّاد

غزل اک اور بھی لکھ اس طرح پہ
کہ خوش ہوں تجھسے مردان خدایاد

غم دنیا مین ہو جائیگی برباد ۔ تری یہ جان شیرین مثل فرہاد
نہو مغرور اتنا اور نہ کر فخر ۔ بسابق عزت آبا و اجداد
دگر لائق ہے بیٹا اے ہنرمند ۔ کر اس عزت پہ عزت اور ایزاد
مجرد بن بشکل اہل تجرید ۔ رہو فرد جہان مانند افراد
بوقتِ غم خدا پر رکھ بھروسا ۔ خدا سے وقت مشکل مانگ امداد
خدا کا اے مسلمان مان فرمان ۔ پذیرا کر جو ہو خالق کا ارشاد

مطلع

خدا کے روبرو کر اپنے فریاد ۔ کہ دے وہ داد گر فریاد کی داد
کھڑا باغ جہان مین جب تلک ہے ۔ رہو آزاد مثل سرو آزاد
نہین ملنے کا تجکو رزق مقسوم ۔ زیادہ حد سے اور قسمت سے ایزاد
نہ بھول اپنے خدا کو مثل فرعون ۔ نکر لوگون پہ شدت مثل شداد

اُڑا ناحق نہ خاک اپنی کا خاکہ — مبادا آبرو ہو جائے برباد
بجھا مت دل سے سوز عشق کی آگ — یہ لوہا گرم رکھ مانند حداد
سبھی سے کرلے تیز اپنے دل کو — بنا سخت اپنا سینہ مثل فولاد
فقط ساری جہان کے ہیں مرد سست — بنالے دوست مردان خدا داد
تری دولت ترے وارث تری بعد — بہت ہی جلد کرلیوینگے برباد
اُٹھایا اُسکو لیوا دینگے ہنگام — دیا کھا جائینگے سب ملکے داماد

ردیف ذ

تری حمد ایزدی سن سنکے سرور
زمانہ بولتا ہے آفرین باد

ہے اسی دام تعلق میں یہ بندہ ماخوذ — باپ دادا بھی تھا جس پھندے میں اُسکا ماخوذ
کیسا پابند طمع ہوگیا انسان طماع — حرص کے پنجہ میں ہے آدمی کیسا ماخوذ
گرتا دانہ پہ نہ گر بھول کے مرغ نادان — کیونکر اس دام غم و رنج میں ہوتا ماخوذ
چھوٹ بھی جائے گر اس بند سے بندہ اکبار — اُسکو کرلیتے ہیں فی الفور دوبارا ماخوذ
ایسی آفت سے بھلا بچ سکے کیونکر انسان — جس مصیبت میں زمانہ ہے سراپا ماخوذ
کس مصیبت سے یہان آدمی دن کاٹتا ہے — کس گرفتاری میں رہتا ہے ہمیشا ماخوذ
جینے پایا جسے دنیا میں مقید پایا — فی الحقیقت جسے دیکھا ہے سو دیکھا ماخوذ
آدمی ہوتا اگر صاحب ہوش و ادراک — محبس غم میں نہ ہوتا کبھی ایسا ماخوذ
ایسا زنجیر تعلق میں نہ ہوتا پابند — ایسا زندان تفکر میں نہ ہوتا ماخوذ
چھوٹنا پاؤگے جب تک کہ نہ دم جائیگا — دام دنیا میں ہمیشہ دا رہونا ماخوذ

دیکھیں کب نکلیگی سرور کے تن زار سے جان
دیکھیں کب چھوٹیگا زندان سے پرانا ماخوذ

نہ کر لکھ لکھ کے کالے اسقدر اے بیخبر کاغذ — سیاہی خشک کر لکھنے میں ناحق اور نہ تر کاغذ

بنا کر جسکو سب اہل نظر تعویذ جان رکھین
کوئی ایسا خدا کی حمد مین تحریر کر کاغذ

تری سمجھائی کو اس کاتب خوشخط نے لکھے ہین
مضامین اپنی وحدت کے بہر لوح دبیر کاغذ

تعلق کا بڑھا دفتر نہ اس دیوان عالم مین
قلم مت توڑ اتنے اور نہ کر خرچ اس قدر کاغذ

لپیٹا جائیگا جسوقت دفتر تیرے دیوان کا
نہ آئیگا کہین اسکا نظر بار دگر کاغذ

رقم کر ہو سکین جتنے مضامین خاکساری کے
کہ ہو روشن بشکل کاغذ زر سر بسر کاغذ

مطلع

لکھ ایسا ذوق و شوق حق مین ای اہل نظر کاغذ
کہ کر جائے ہر اک مشتاق کے دل مین اثر کاغذ

خدا کا نام اپنے صفحۂ دل پر فقط لکھ لے
نہ رکھ دفتر کے دفتر باندھ کر تو اپنے گھر کاغذ

ورق کسواسطے شام و سحر ناداں الٹتا ہے
کیا کرتا ہے دن اور رات کیون زیر و زبر کاغذ

موحد تجکے کر لے یاد نکتہ ایک وحدت کا
نہین لکھا ہے جسکو خامۂ قدرت نے بر کاغذ

سیاہی پھینکدی ہے تو نے اتنی اپنے نامہ پر
کہ آتا ہے نظر کالا جدھر دیکھو ادھر کاغذ

ردیف ر

مطالعہ کر کتاب عشق کا شام و سحر سرور
فقط رکھ نامۂ اعمال کا پیش نظر کاغذ

بندہ عاجز کسلئے کرتا ہے اتنا زور و شور
اسقدر کیون خاک کا کرتا ہے پتلا زور و شور

ہو کے مغرور اپنی دکھلاتا ہے بندہ ناتوان
کیسی طاقت کیسی قوت اور کیسا زور و شور

تھوڑی سی ہستی پہ ہے کسواسطے جوش و خروش
اس ذرا سی بات پر ہوتا ہے کیسا زور و شور

سیکڑون رستم ہزارون پہلوان لاکھون امیر
چل دیے دکھلا کے آخر اپنا اپنا زور و شور

ٹوٹ جائیگی یہ قوت بازؤن کی ناگہان
خاک مین مل جائیگا انسان کا سارا زور و شور

ہاتھ سے گر ہو سکے کچھ کام کر اے مرد کار
فائدہ کیا ہے زبان سے اتنا کرنا زور و شور

مرد میدان عبادت ہے وہی مرد خدا
آکے اس میدان مین جو دکھلائے پورا زور و شور

مال دنیا کا حقیقت مین کوئی مالک نہین
کرتے ہین ناحق ہمیشہ اہل دعوی زور و شور

ہے ادھر بندون کے دل مین جوش نن جوش گناہ — حق کی رحمت کا ادھر کرتا ہے دریا زور و شور
آج تیرے جسم مین جتنی بھری ہین قوتین — چار دن کے بعد یہ رہجائیگا کیا زور و شور
اصل مین اے پہلوان کمزور ہو تیری سرشت — پھر بھلا کس بات پر ہوتا ہے ایسا زور و شور

لکھی یہ سرور بیزور شور کی تو نے غزل
جسکو سنکر دل مین ہو جاتا ہے پیدا زور و شور

خوشی سے مان سرور حکم تقدیر — کہ جاتی ہی نہین چلتی اسمین تدبیر
نہ دے ہاتھون سے عجز و خاکساری — اگر اسکے عوض ملجائے اکسیر
بہ لوح سینہ لکھ لے حق کا نقشہ — یہ تصویر اپنے دل پر کر لے تحریر
زبان پر لا نہ غیر از راستی بات — کہ اہل دل بھی سن لین تیری تقریر
زمانہ مرگ کا ہے آنے والا — نہ ہوگی اسمین کچھ تقدیر و تاخیر
کہان رہجائینگے قائم ترے بعد — یہ عالی شان محل اور اونچی تعمیر
نشانہ موت کا ہوگا تو آخر — پڑیگا بر ہدف اک روز یہ تیر
گناہون کی معافی مانگ حق سے — خدا سے بخشوا ہر ایک تقصیر
عبث کرتا ہے تو دنیا کی خاطر — یہ سب حیل و فریب و مکر و تزویر
بہت پچھتائیگا جس وقت تجھکو — ملیگی آخرت مین اسکی تعزیر
خوشی مت ہو اگر ملجائے دولت — وگر چھن جائے مت کر دل کو دلگیر

ابھی کہا سرور اغم عاقبت کا
سنوار اس کام کو کر اچھی تدبیر

ملکے بیٹھو دوستو پھر عبادت بار بار — یہ جگہ ایک ایک دو دو تین تین اور چار چار
عمر گذری کٹ چکا دن شام کا اب وقت ہے — کر سکیگا کیا بھلا اسوقت اے بیکار کار
گل نہ آئیگا نظر گلشن مین جب وقت خزان — عندلیب زار روئیگی نہ کیونکر زار زار

دو ہی نہیں سکتے ہین تجھکو بد دنیا کے دوست
بن نہیں سکتے ہین دشمن دوست اور اغیار یار

بے تعصب ہر کسی سے مل کہ حق تجھکو ملے
جس طرح ملتے ہین باہم دوست اور یار یار

سیر کر اور دور سے گل دیکھ اس گلزار کے
پر نہ با نپے گلے کا انگوست زنہار یار

ٹوٹ جائینگے یہ سب پیوند بعد از چند روز
رشتے سب ہو جائینگے دنیا کے آخر تار تار

نفس کافر سے بہادر نبچکے لینا انتقام
اُسپہ خود کرنا پکڑ کے ہاتھ مین تلوار وار

ایک دن یہ سانپ نبچکے مار ڈالیگا تجھے
نفس امارہ کیا کرتا ہے ہر دم مار بار

موسم گل یا خزان ہو لالہ زار دہر مین
دل کو ایسے انقلابون سے نہ رکھنا خار خار

سخت بیماری ہے درد دل تو اپنے آپ کو
نبچکے نا پرہیز مت اے سرور بیمار یار

وحدت کا کر زبان سے اقرار بار بار
کر منہ سے حق کے کلمے کی تکرار بار بار

کرتا رہو ہمیشہ صفا دل کا آئینہ
لگ جائے تا کہ اسکو نہ زنگار بار بار

کر بار بار بندگی رب کریم کی
سر کو جھکا کے سجدے مین اسے یار بار بار

کس کس طرح دکھاتا ہے تازہ بہار دیکھ
ہر فصل مین یہ گلشن بیخار بار بار

برسا خدا کے خوف سے خون جگر مدام
آنکھون سے شکل ابر گہربار بار بار

مطلع

حق سے وہ پائے دولت دیدار بار بار
ملجائے یار جسکو بدر یار بار بار

آنکھون سے جسنے پردۂ ظلمت اُٹھا دیا
دیکھا اُسی نے چہرۂ دلدار بار بار

کب بار بار بولینگی گلشن مین بلبلین
کب پھولے گی یہ حسن کی گلزار بار بار

حق بار بار کرتا ہے سب کے گنہ معاف
توبہ قبول کرتا ہے غفار بار بار

آخر وہ پا ہی لیگا مسیحا کو ایک دن
ڈھونڈے اگر کوئی اُسے بیمار بار بار

پھیلا بغیر حق کے نہ غیرون کے روبرو

دستِ سوال سے ورنا دار بار بار

ورد کر نام خدا لیل و نہار | مغفرت کا ہے اگر اُمیدوار
بندگی کر حق کی اے کاہلِ وجود | کام میں مت سست ہو اے نابکار
بندہ کہلاتا ہے گر دنیا میں تو | بندہ بن اور بندگی کر اختیار
خانۂ دنیا مقطع خانہ ہے | پر نہیں ہے اسکی بنیاد استوار
زندگی اپنی کے دن گنتا رہو | بلکہ ہر دم مرگ کا رکھ انتظار
عاشقِ جانباز مل جائے اگر | کر دے اپنی جان و دل اُس پر نثار

مطلع

عاجزی کر عاجزی اے خاکسار | کیونکہ ہے یہ عجز تیرا افتخار
گلشنِ دنیا کا بن کر عندلیب | سیر کر در ہر خزان و ہر بہار
گاہ ذوق و شوق میں ہو نغمہ زن | گاہ گل کی یاد میں رو زار زار
پائے کوئی خار بھی اسمیں اگر | رکھ نہ کچھ بھی اپنے دلمیں اسکا عار
غم نہ کھا دنیا کا ہرگز غم نہ کھا | دل کو رکھ اسمیں بحال و برقرار
کیوں نہ بخشیگا تجھے رزاق رزق | کیوں نہ پالے گا تجھے پروردگار
برکنار اس سے رہو اے مردِ حق | ہے یہ دنیا بحرِ ناپیدا کنار
کر کے عاجز مار ڈالے مرگ نے | جبکہ زال و رستم و اسفندیار

ردیف | باوجودِ ضعف و عجز و لاغری
پھر ہے اے سرور ترا کیا اعتبار | ز

لیے ہیں نفس نے اس طرح دانت تیز | کر اُسپہ تو بھی اُسی طور اپنا خنجر تیز
ملا دو خاک میں گردن پکڑ کے دشمن کو | کر ایسا حملہ کوئی اُسپہ مرد بنکر تیز
رہا ہے تھوڑا سا دن باقی دور منزل ہے | چل اپنی راہ میں مانند باد صرصر تیز

فرشتہ نیکے پہونچ جاتا عرش پر انسان
گر اسکی خاک کو لگجاتے شوق کے پر تیز

رہیگا سست اگر حق کی بندگی مین تو
نہوگا کس طرح پر تجھپہ نفس کا قہر تیز

کہین بھی کچھ نظر آتا نہین زمانے مین
اندھیری چلتی ہی دنیا مین ایسی گھر گھر تیز

کسی سے بول نہ کچھ دم بخود رہو لیکن
خدا کی ذکر کا وقت آئے جب زبان کر تیز

ہوا ہے کون سے رتبے پہ آدمی مغرور
ہوا ہے بندہ کا ہل وجود کس پر تیز

تجھے بمنزل مقصود صاف لے پہونچے
اگر ہو ساتھ ترے کوئی اچھا رہبر تیز

پہ کھینچ ادنی سی بات پہ تو دمبدم تلوار
زبان کو اپنی نہ کرلے بشکل خنجر تیز

وہ چاند سب کو ہمیشہ دکھائی دیتا ہے
نظر نہین ہے یہ افسوس تیری مسرور تیز

آنکھ مت حق کی عبادت سے چرانا روز روز
بندگی مین تازہ مت لانا بہانہ روز روز

تجھکو وہ روزی رسان دیتا ہی کھانا روز روز
تیرا پہونچاتا ہی تجھکو آب و دانہ روز روز

مانگنے غیرون کے گھر ہرگز نہ جانا روز روز
روز روز اپنا نانا اور کھانا روز روز

قصر عالم کا نیا نقشہ جمانا روز روز
روز روز اسکو بنانا اور گرانا روز روز

منزل فانی کو اپنا گھر بنا مت بیٹھنا
ڈھونڈ لینا اپنے رہنے کا ٹھکانا روز روز

روز روز اپنے گناہونکا سمجھ لینا حساب
آپسے رونا روز روز آنسو بہانا روز روز

روز روز اس خالق اکبر کی کرنا بندگی
سجدہ و تسلیم مین گردن جھکانا روز روز

تازہ تازہ رنگ دکھلاتا ہی روزانہ فلک
حالتین اپنی بدلتا ہی زمانہ روز روز

ہو چکیگا ختم جسدم ای مسافر یہ سفر
پھر یہان ہوگا تیرا کب آنا جانا روز روز

مت بھڑکنے دینا آگ اپنی ہوا و حرص کی
اسکو تم آب ندامت سے بجھانا روز روز

دوستون کا ایک دن کرلینا پورا امتحان
ایسے دمبازون کا دم سر ورنہ کھانا روز روز

وقت مشکل سب کی لیتا ہی خبر بندہ نواز
پالتا بندون کو ہی شام و سحر بندہ نواز

ہی وہی مالک خدا ہے بحر و بر بندہ نواز
پادشاہ فرمانروا ہے خشک و تر بندہ نواز

اپنا بندہ جسکو خود لیتا ہے کر بندہ نواز
پھیرتا اسکو نہین پھر دربدر بندہ نواز

خوش نہین ہوتا کسی بندی سے غیر از بندگی
چاہتا ہے بندگی کو اس قدر بندہ نواز

ذرے کو سورج بنا دے خاک کو سونا کرے
مہربانی سے کرے جسپر نظر بندہ نواز

کوئی دشمن دشمنی دنیا مین کر سکتا نہین
ہو وے بندی کی حمایت پر اگر بندہ نواز

بیکسی مین بندۂ بیکس کا بچاتا ہے کس
مرغ بے پر کو لگا دیتا ہے پر بندہ نواز

زور کمزورون کو کرتا ہے عطا پروردگار
بخشتا ہے بندۂ بے زر کو زر بندہ نواز

پالتا ہے اپنے بندون کو وہ رب العالمین
رحم کرتا ہی وہی ہر ایک پر بندہ نواز

مہربان اُسپر ہین سب جسپر خدا ہی مہربان
ہین اُدھر بندی بھی اُسکے ہو جدھر بندہ نواز

بندی سب ذرہ زبان کرلین ترے اشعار کو
سرور ان مین اگر بخشے اثر بندہ نواز

فی الحقیقت وہ خدا ہے کارساز
پالتا بندون کے ہے ناز و نیاز

صدق و اخلاص و نیاز و عجز سے
پڑھ نماز اے بندۂ حق پڑھ نماز

باادب ہو کر جناب حق مین قبول
کون تیرے اسجگہ سنتا ہے ناز

درگذر عزت سے اپنی لسے عزیز
رکھ بچا کے عجز سر اے سرفراز

مل اُسی کو جسکو ملنا چاہیئے
آن بیچ ہے جنسے واجب احتراز

چھوڑ سب آلودگی اے سینۂ صاف
جان و دلکو پاک رکھ اے پاکباز

ہاتھ کر کوتاہ مال و جاہ سے
چھوڑ حرص طول و امید دراز

فاش مت کر راز دارون کے بغیر
وقت حاجت بے ضرورت لکا راز

بر زبان لاتا نہین جز یاد حق
مرد عاشق صاحب سوز و گداز

عشق ذرون کو بنا دیتا ہے خور — عشق کر دیتا ہے کنجشکون کو باز

عشق سے دنیا مین شہرت پا گئے — خسرو و شیرین و محمود و ایاز

دوڑ ہر مطلب بر آری کے لیے — جا کے منزل سوار یکہ تاز

جب شکار آئے کوئی اچھا نظر — پنجہ کھول اور مار چنگل جیسے باز

ردیف س

کیون یہ ہے نادان تعلق مین اسیر

کیون ہے سرور پابند حرص و آز

جیتے جی کرتا ہے کب دنیا سے دنیا دار بس — اپنے منھ سے گرچہ وہ کہتا ہے سو سو بار بس

زندگی مین جھگڑے جاتا ہی بڑھاتا آدمی — دم نکل جاتا ہی جب ہوتی ہین سب تکرار بس

سخت مہلک ہی یہ بیماری ہوا و حرص کی — جانستان آزار ہی دنیا مین یہ آزار بس

ہی خدا ہی داروی درد دل درماندگان — ہی خدا ہی دستگیر بندگان زار بس

وقت مشکل ہے وہی ہر ایک کا مشکلکشا — اور غم و رنج و الم مین ہے وہی غمخوار بس

پردہ پوش خلق ہے وہ ایک ستار العیوب — واقف اسرار دل ہی ایک وہ دلدار بس

جاتے جاتے عمر جائیگی گذر اپنی تمام — آتے آتے دم یہ ہو جائیگا آخر کار بس

تجھ سے دنیا کی عمارت ختم ہونیکی نہین — چھوڑ دے اسکو یہان بس کر دیا معمار بس

کھا چکا دنیا کو تو اور تجھکو دنیا کھا چکی — اب تو کر اس سے خدا کے واسطے ای یار بس

سیر اس گلزار کی کر لے کہ بعد از چند روز — ختم ہو جائیگا گل اور موسم گلزار بس

اس تجارت گاہ مین کچھ کر لے سرور لین دین

ہونے والا ہے یہ سودا ختم اور بازار بس

خدا کی ذات کو ہر ایک دم سمجھ پاس — خیال نا دور کر ہے دلربا ہیتا پاس

کبھی کہین نہین جاتا ہی گھر سے گھر والا — قیام رکھتا ہے بندہ کے اسکا مولا پاس

ہی نحن اقرب ارشاد ذات ربانی — خدا ہو بندہ کے پاس اور خدا کے بندا پاس

ہمیشہ دیتا ہے روزی گناہ گاروں کو
خدا کو بندۂ ناچیز کا ہے اتنا پاس

عزیز وہ ڈھونڈھتے کیوں در در پھرتے ہو
ہمیشہ جبکہ رہا کرتا ہے وہ مولا پاس

خدا کا نام فقط رکھ لے پاس دنیا مین
اٹھا وہی باقی جو ہے مال و زر خزانا پاس

جہان سے جائیگا جسوقت ساتھ کیا لیگا
جب آیا پہلے تھا اسوقت رکھتا تھا کیا پاس

اگر تو لوگون کی خاطر عزیز رکھے گا
تیرا کریگا نہ کیونکر زمانہ سارا پاس

دوای درد دل زار غیر سے مت مانگ
کہ تیرے رہتا ہے وہ چارہ گر مسیحا پاس

دم اخیر سمجھ لو ہر ایک دم اپنا
ہے اسکے جانے مین باقی کوئی گھڑی یا ماش

سفر ہے طول رہِ آخرت کا اے سرور
بہت سا خرچ تم اس راستے مین رکھنا پاس

لائی جو جنس اچھی اس بازار مین وہ پائی جنس
نقد وہ حاصل کرو ساتھ اپنی جو لیجائی جنس

سود سوداگر کو دیتا ہے وہی سودائی جنس
روبرو جس جنس کے ہر جنس کی شرمائی جنس

ہے مناسب ایسے سوداگر کو یہ سوداگری
جو بازار محبت بیش قیمت لائی جنس

سائلون کی ہر طرح سے لے خبر مرد غنی
وقت پر گر نقد کچھ حاصل نہ ہو دلوائی جنس

ہے محبت اپنی اپنی نوع سے ہر نوع کو
چاہتے ہین اپنی اپنی جنس کو ابنائے جنس

مال و زر دیکر چھڑا دنیا سے اپنے آپ کو
جان بچ جائے اگر ہرگز نہ کر پروائی جنس

لے پہنچ گھر تک سلامت ہر فنون کے مال کو
راستے ہی مین مبادا اپنی تو لٹوائی جنس

سوداگر اچھا کہ اس سے تجھکو سودا اچھا
جنس لا اچھی کہ تجھکو فائدہ پہونچائی جنس

کر وہی سائل کے حوالے جسقدر ہے جنس و مال
[illegible] بقدر ضرورت تجھکو وہ ملجائی جنس

پورا سوداگر ہے اور نامی وہی دوکاندار
ہر طرح کی جو کہ اس بازار مین پھیلائی جنس

سرور نادار کیا اپنی کرے حالت بیان
کھول کر نقد اپنا یہ دکھلائے یا دکھلائے جنس

دور ہی سے سونگھ اس گلشن کی باس
پر لگا مت ہاتھ مت جا گل کے پاس

حق تری ہر عرض کرتا ہے قبول
مانتا ہے وہ تری ہر التماس

مستحقوں کو اٹھا دے اپنا مال
حق شناسی کر سدا اے حق شناس

کھول وہ کیسہ جو ہے باندھے ہوئے
پاس مت رکھ اسکو جو رکھتا ہے پاس

غم نہ کھا اے مرد دانا غم نہ کھا
کام سب تیرے خدا کر دیگا راس

تسکین کر دیگا حل مشکلات
بن کے صابر صبر کر مت ہو اداس

چھوڑ ہی جائیگا آخر جتنا گنج
کر لیا ہے جمع تو نے اپنے پاس

ہو گیا فربہ اگر تو کیا ہوا
خاک کھا جائیگی آخر تیرا ماس

پاک کر دلکو ہوا و حرص سے
جسم کو دھو اور بدل اگلا لباس

بندہ بن مت ڈر کسی بدخواہ سے
عاجزی کر اور نہ رکھ دل میں ہراس

کون اس دار فنا کو چھوڑتا
گھر اگر ہوتا یہ مستحکم اساس

ذات حق ہے مالک ملک جہان
رازق وحش و طیور و جن و ناس

مرد طماع و حریص و گرسنہ
رات دن گردش میں ہے مثل خراس

ردیف ش

سر ذرا تو بندۂ حق ہے اگر
سر جھکا اور کر ادا حق سپاس

کارکن سرگرم ہر شام و سحر در کار باش
روز و شب در انتظام کار خود ہشیار باش

در محبت دایا دل زندہ باش اے زندہ دل
در عبادت روز بے آرام و شب بیدار باش

نرم مثل موم شو یا سنگدل مانند سنگ
باش گل در سنبلستان جہان یا خار باش

سینہ کن صاف از ہمہ گرد و غبار ماسوا
صورت آئینہ ہم صورت تجلی یار باش

مطلع

عاشق روئے مسیحائی اگر بیمار باش
گر تو ہستی طالب گل عندلیب زار باش

دیدۂ صورت ببند و چشم معنے باز کن — پردہ ہا بر دار و محو جلوۂ دیدار باش
کن بوحدت اعتراف و از دوئی انکار کن — با خدا کن دوستی و از خودی بیزار باش
تشنہ شو تا جرعۂ از آب حیوانت دہند — دل بدلبر بخش و در اہل دلان دلدار باش
سر مپیچ از بارگاہ حضرت باری تعال — روز تا شب با ورش مو پیچ چون دیوار باش
باش نالان شکل بلبل در فراق روی گل — نغمہ زن در سوز دل مانند موسیقار باش

باش مملوک جہان ای بندہ تا مالک شوی
سر بنہ سرور بخاک بندگی سردار باش

خدا کی رکھتا ہے جو بندۂ خدا خواہش — خدا بغیر کسی کی ہے اسکو کیا خواہش
مرادین چاہنے والون کو چاہ دیتی ہے — ہے سب کے مطلب و مقصد کا مدعا خواہش
زمانہ سارا ہے دیوانہ اپنے مطلب کا — نہ یار رکھتا ہے تیری نہ آشنا خواہش
خدا کو جب تری خواہش ہمیشہ رہتی ہے — تو اسکی کیون نہین رکھتا ہے دائما خواہش
خدا ہی چاہے تو بندہ کی پوری خواہشین ہون — کہ ایک بندہ ہے یہ اور ہزارہا خواہش
خدا ہی بندون کو ساری مرادین دیتا ہے — وہ پوری کرتا ہے انکی ذرا ذرا خواہش
اخیر دنیا سے چلدیگا چاہنے والا — یہان ہی اپنی ہر اک چھوڑ جائیگا خواہش
خدا کے چاہنے والے کسی کی رکھتے ہین — نہ ابتدا مین ضرورت نہ انتہا خواہش
ہر ایک شخص کے دل مین جہان فانی مین — جدا جدا ہے تمنا جدا جدا خواہش
رہیگا سب کا زمانے مین گر تو خواہشمند — تری بھی دنیا مین ہر ایک رکھیگا خواہش

خدا سے مانگو جو تم مانگتے ہو اے سرور
کسی کی رکھ نہ بجز ذات کبریا خواہش

سر جھکا سرور کہ حق تجھکو کریگا ہمتائے عرش — لامکان بن جا کہ حق بخشے مکان بالائے عرش
خاکساران الٰہی نے وہ پایا ہے عروج — سرنگون جنکے کمال رعب سے ہو جائے عرش

بندگان حق اگر دیکھیں نگاہ تیز سے
لرزین فوراً آسمان کانپے زمین تھرائے عرش

آسمان ہے خاکساران زمین کرتی ہین سیر
خاکبوسان محبت چومتی ہین پائے عرش

عاجزی اس خاک کی منظور ہے حق کے حضور
ہے مناسب سکے پایہ سے اگر شرمائے عرش

کھول دست عجز حق کے سامنے وقت دعا
تا کہ کھل جائین اجابت کے لیے درہائے عرش

سر زمین پر ہے غنیمت جسکو فرش بوریا
فی الحقیقت دل مین وہ رکھتی نہین پروائے عرش

دیدۂ دل جسکے روشن ہین بنور ایزدی
کیا عجب ہے گر زمین پر بیٹھکر دکھلائے عرش

جاذب جذب محبت گر کشش پیدا کرے
فرش سے تجھکو اٹھا لیجائے وہ بالائے عرش

خاک پر سر رکھ کہ جھک جائے فلک تیری طرف
رو خدا کے خوف سے تجھپر گھر برسائے عرش

افتخار دوجہان ہے سرور عالم کی ذات
انکی پابوسی سے سرور کیون نہ عزت پائے عرش

حق وہی سنتا ہے بندہ حق نیوش
کھل چلے جسکے کلام حق سے گوش

عمر کو مت کھاتے پیتے مین گذار
مت گنوا یہ دن لفکر نا و نوش

گھر بنا کر اس سرائے دہر مین
کس لیے رہتا ہے یہ خانہ بدوش

اس قدر سر کیون اٹھاتا ہے حباب
خالی ہنڈیا اتنا کیون کھاتی ہے جوش

رکھ کسیکی بھی بدی پر مت نظر
دیکھ مت بندون کے عیب اے پردہ پوش

قطرۂ ناچیز دریا کی طرح
لون کیے برتے ہے کرتا ہے خروش

کام بیہوشون کے کیون کرتا ہے تو
حق نے جب بخشا ہے تجھکو عقل و ہوش

کاٹ لیتے ہین زمانہ رنج کا
اہل تسلیم و رضا ہو کر خموش

زہر کا ان کو اگر ملجائے جام
مثل شربت اسکو کر لیتے ہین نوش

مان فرمان الٰہی جس طرح
مانتا ہے بندۂ حلقہ بگوش

دل مین کر ذکر خدا جس سے نہو ن

ردیف	سرور واقف زبان و چشم و گوش	ص

ہے دین و مذہب و ملت کا مقتدا اخلاص
حقیقت ہی راہ طریقت کا رہنما اخلاص

نہ تھا یہ عالم ایجاد جب نہ تھا اخلاص
کہ قصر عالم ہستی کی ہے بنا اخلاص

بنا خدائی کا محبوب مرد با اخلاص
خدا اسی کو ملا جس کو مل گیا اخلاص

ہر ایک بات میں ملحوظ دوستی کر لے
ہر ایک کار کرے مرد کار با اخلاص

قیام جس سے محبت کو ہے قیامت تک
سرا ہے وہ ہنر ہے، ایک صدق با اخلاص

حصول دولت و اقبال و مال کے خاطر
ہے صدق و راستی اکسیر و کیمیا اخلاص

مطلع

خدا کے بندوں سے کر بندۂ خدا اخلاص
تمام دنیا سے گر بڑھ سکے بڑھا اخلاص

رکھ ایسا اہل محبت سے تو سدا اخلاص
کہ رکھیں تجھ سے بھی سب یار و آشنا اخلاص

اگر ہے قید تفکر سے مخلصی منظور
گھٹا دے بغض و عداوت کو اور بڑھا اخلاص

بکار تجھکو ہے اخلاص دین و دنیا میں
کہ ہے ذریعۂ مقصود دوسرا اخلاص

بنا ہے خانۂ الفت ہے جس سے مستحکم
محبت ایک ہے رکن اسکا دوسرا اخلاص

کرے ہزار عبادت تو کیا ہے اے سرور
کہ ذات باری کو منظور ہے ترا اخلاص

در بدر اس آدمی کو بھیک منگواتی ہے حرص
جسکے گھر جاتا ہے اسکو بھیک دلواتی ہے حرص

حرص سے آنکھ اپنی بندہ کیسی کر لیتا ہے بند
اندھا بن جاتا ہے جسدم شکل دکھلاتی ہے حرص

پردہ پڑ جاتا ہے از خود اسکی عقل و ہوش پر
جسکے گھر ہی میں پردہ ہو کر روبرو آتی ہے حرص

جس جگہ جانا نہیں ہوتا کبھی اسکو پسند
واں ہی بے عزت بنا کر اسکو لیجاتی ہے حرص

چھوڑتی باقی نہیں کچھ آبرو طماع کی
گالیاں ہر دوست و دشمن سے کھلواتی ہے حرص

حرص سے بدنام ہو جاتا ہے ہر اک نیکنام
صاحب عزت کو ذلت کیسی پہنچاتی ہے حرص

طبیعت انسان میں عیب حرص ہے کیا سخت عیب
آدمی کی ذات میں کیا سخت بدذاتی ہے حرص

حرص کب مرتی ہے جب تک مر نہ جائے آدمی
جاں نہ جائے دنیا سے جبتک اسکی کب جاتی ہے حرص

آنکھیں اونچی اپنی کرسکتا نہیں مرد حریص
نیچا ہمچشمون میں اسکو کیسی شرماتی ہے حرص

آدمی کو ایک دم لینے نہیں دیتی ہے دم
کرکے حیران شرق سے تا غرب دوڑاتی ہے حرص

کچھ نہیں ہوتا نصیب اسکے بجز خار الم
جسکو سرور اپنا رنگین باغ دکھلاتی ہے حرص

خدا کے رستے میں رہبر بنا تو ایسا شخص
جو ہووے مرد موحد کوئی یگانہ شخص

اسیر دام تعلق نہ ہو جو دنیا میں
وہی ہے سارے زمانہ میں ایک دانا شخص

تمام لوگوں کو اچھا وہی سمجھتا ہے
جو اچھے شخص نہیں ہوتا ہے آپ اچھا شخص

بغیر ذات الٰہی غریب بندون کو
نہ دینے والا کوئی ہے نہ لینے والا شخص

رہائی پائی ہو جس نے اجل کے پنجہ سے
ہوا نہ ایک بھی ایسا جہان میں پیدا شخص

خبر نہیں ہے خدا کی خدائی کی جس کو
ہے خالی عقل سے وہ بے شعور کیسا شخص

اٹھائے بار عبادت جو اپنی گردن پر
ہزارون بندون پہ بھاری ہے وہ اکیلا شخص

غرض سے خالی کسی سے جو دوستی رکھے
نہ ایسا پہلے سنا ہے نہ کوئی دیکھا شخص

کرے جو دوستی سب سے وہی ہے پورا دوست
جو پیار رکھے زمانہ سے ہے وہ پیارا شخص

ملے بعالم ایجاد ہمکو کیا کیا لوگ
دکھائے صانع اکبر نے ہمکو کیا کیا شخص

وہ دم بھی آئیگا سرور فقط کسی دم میں
کہینگے لوگ کہ اب مر گیا فلانا شخص

ردیف ض

خود غرض خود مطلبون سے کچھ بھی مت رکھنا غرض
رہنا ان اہل غرض سے بے تعلق لاغرض

بے غرض کہہ نیک و بد سے دوستی ہو دوستدار
چھوڑ ارباب غرض سے ہو کے بے پروا غرض

اپنے بیگانے زمانے کے غرض کے یار ہیں
رشتہ دارون میں فقط ہے منعقد رشتہ غرض

لیکے کیا آئیگا اے نادان بجز شرمندگی ۔ جائیگا لیکر جہان کچھ اپنا مطلب یا غرض

مطلع

کیسی محجوبون مین کرتی ہو تجھے رسوا غرض ۔ بندہ بندون کا بنا دیتی ہو تجھکو کیا غرض
آجکل کے دوست منہ پر گرچہ کہلاتی ہین دوست ۔ غور سے دیکھو تو ہوگی کوئی در پردہ غرض
حاجتین محتاج بندون کو نہ کر دیتین اگر ۔ پھر کوئی بندہ کسی بندہ سے کب رکھتا غرض
مارے مارے سارے پھرتے ہین غرض کے واسطے ۔ ہو ذریعہ آج کل دنیا مین ملنے کا غرض
آدمی جتنے ہین یا بندہ غرض ہین سر بسر ۔ ہے غرض دنیا و دنیا دار سرتاپا غرض
غیر کے در پر غرض لیکر نہین جاتا کبھی ۔ جنکی گھر سے پوری کر دیتا ہو خود مولیٰ غرض

مبتلاے رنج و غم سر در رہین دنیا مین ہم
کیا غرض ہے کیا غرض ہے کیا غرض

بندہ کی آپ سنتا ہے حق بار بار عرض ۔ سائل کرے گر ایک گھڑی مین ہزار عرض
سن لینگے تیرے حال کی فریاد ذو الجلال ۔ مانگے تیری حضرت پروردگار عرض
پھیلا کے ہاتھ مانگ عاجز سے صبح و شام ۔ کرلے زبان عجز سے لیل و نہار عرض
سائل کے گرچہ حال سے واقف ہے کردگار ۔ ہے بندۂ غریب کو لیکن بکار عرض
درگاہ لاابالی مین زاری قبول ہے ۔ آنسو بہا اور رو کے کر زار زار عرض
توبھی ہر ایک بندہ کی کر التجا قبول ۔ جس طرح تیری مانتا ہے کردگار عرض
عفو گناہ کے لیے حق کی جناب مین ۔ منت بہت سی چاہیے اور بیشمار عرض
سائل ہو بندہ نیکے بدرگاہ ایزدی ۔ کر سر جھکا کی عجز سے ای جان نثار عرض
پرسش کے وقت دیکھیے خالق کے روبرو ۔ کیا کچھ کریگا بندۂ بے اختیار عرض
دیتا نہین ہے کوئی مدد تجھکو وقت پر ۔ سنتا نہین ہے کوئی ترا دوستدار عرض

مالک ترا ہے چاہے کرے تیرے باب مین

مت کر زبان سے سرورؔ خدمت گزار عرض

ہی شہید بندگی کا آج بندہ بعض بعض
رہ گیا انسان ہی بابت اپنی کا پورا بعض بعض

راہ حق پر سیکڑون دوڑے گئے انسان مگر
منزل مقصود پران سب سے پہونچا بعض بعض

ہین بہت محتاج اس دنیا مین کم حاجت روا
لینے والے سیکڑون آور دینے والا بعض بعض

کوئی کوئی ہی ہزارون سے خدا اپنے کا دوست
سیکڑون سے ہی جناب حق کا پیارا بعض بعض

سبکی دامنگیر ہین دنیا سے دون کی لذتین
حرص سے خالی یہان تن کا تو ہوگا بعض بعض

مطلع

ہمنے مرد باخبر پایا تو پایا بعض بعض
بندۂ اہل نظر دیکھا تو دیکھا بعض بعض

حرف کیا خوشخط ہی اس کاتب نے لکھا بعض بعض
کیا صفا نقاش نے کھینچا ہی نقشا بعض بعض

بے موحد کے عزیزو کھل نہین سکتا کبھی
اسقدر توحید کا مشکل ہے نکتہ بعض بعض

عقل کھا جاتی ہی چکر جسکی حالت دیکھکر
انقلاب ایسا دکھاتی ہی دنیا بعض بعض

ساری دنیا کو اگر ڈھونڈو گے تم لیکر چراغ
صاف سینہ مرد روشن دل ملیگا بعض بعض

ردیف	پوری یا مشکلکشائی کیجئے کھول دو باقی جو ہے سرورؔ کا عقدہ بعض بعض	طا

بندگی کا بندگان حق سے ہی اظہار شرط
ہے زبان سے کلمہ توحید کا اقرار شرط

حکم سے گردن کشی کرنا نہین بندی کا کام
بندگی مین سر جھکانا ہی فقط ای یار شرط

دونون تنگی اور فراخی لازم و ملزوم ہین
ساتھ ہر گل کے بہ بستان جہان ہی خار شرط

سعی لازم عین موقع پر ہی مرد کار کو
آدمی کو کام کرنا ہے بوقت کار شرط

ماننا دل کی رضا سے شرط ہے حکم قضا
مذہب تسلیم مین اسپر نہین انکار شرط

سبکو دکھلاتا ہی وہ مطلوب دل اپنا جمال
ہی طلب اسمین مگر ای طالب دیدار شرط

باندھکر شرط وفا حق سے یہان آیا تھا تو
اب تو مت کر عہد ترک دوستی مت ہار شرط

ہوکے تائب ہر گھڑی کرتا ہی پھر تازہ گناہ
توڑ دیتا ہی تو اپنے قول کی ہر بار شرط

مانی جائے یا نہ مانی جائے تیری التجا
ہی مگر منہ سے ترے وقت دعا تکرار شرط

مانتا ہے عذر حق ہر بار جو کرتا ہے تو
گرچہ توڑے باندھکر تو اس سے سو سو بار شرط

ختم ہم کر لینگے انشاء اللہ حمد ایزدی
زندگی اپنی مگر سرور ہے دن دو چار شرط

منزل دنیا نہیں جائے نشاط
کیوں سمجھتا ہے بساط انبساط

بندۂ خاکی کی سچ پوچھو اگر
کتنی حیثیت ہے اور کتنی بساط

بر زبان مت لا کوئی بیہودہ بات
ہر گھڑی ہر بات میں رکھ احتیاط

بندگان حق سے رکھ ای حق کو دوست
دوستی بیجا نہایت اختلاط

اچھے لوگوں سے بڑھانا چاہیے
اتحاد و اختلاط و ارتباط

رکھ بوقت رنج امید خوشی
یاد کر غم کو بوقت انبساط

ہی جہان میں چار دن کے واسطے
محفل عیش و خوشی بزم نشاط

رو نہیں ہوتا ہے حکم کردگار
تا نہ جائے اونٹ فی سم الخیاط

گرم یہ محفل رہیگی کب تلک
کب تلک بچھیا رہیگا یہ بساط

وہ نہیں مرتا جو باقی چھوڑ جائے
سر زمین پر مسجد و چاہ و رباط

گذرے دن سرور ضعیفی آگئی
طبع سے گم دور عیش و انبساط

آشنا مطلب کا ہے ہر اپنا بیگانہ فقط
ہی غرض کے واسطے یاروں کا یارانہ فقط

ہر جگہ ہے پرتو افگن نور وحدت کا چراغ
ہو رہی ہی ساری دنیا جسکی پروانہ فقط

اس مسافر کو سرائے دہر میں رہنا نہیں
ایکبار اسکا یہاں آنا ہے اور جانا فقط

دام دنیا میں فقط مرغ زیرک ہے اسیر
ہے بزنجیر تعلق بند یہ دانا فقط

کام مین اپنے سدا ہشیار ہے سرمست ہے
اپنے مطلب کا ہے دیوانہ یہ دیوانہ فقط

طالب حق کو فقط حق سے تعلق ہے مدام
اپنے بیگانہ سے رہتا ہے وہ بیگانہ فقط

گل نہین آتے نظر ہر وقت اس گلزار مین
چار دن آباد رہتا ہے یہ ویرانہ فقط

اور کیا حاصل ہے اس دنیا سے دنیا دار کو
ہی نصیب اس بندہ غمگین کے غم کھانا فقط

دوستان حق کی ہے مردان حق سے دوستی
بندے رکھتے ہین خدا سے اپنا یارانہ فقط

فی الحقیقت سب کا حاکم ہے خدا کی حکم سے
جان و دل سے جسنے فرمان خدا مانا فقط

کوئی سمجھے یا نہ سمجھے نکتہ توحید کو
کام ہے سرور کا بے سمجھو کو سمجھانا فقط

نکال انکو جو ہین موجود اغلاط
ترے اعمال نامہ مین بافراط

نشان پایا نہ وحدت کا کسی نے
گئے سب ڈھونڈھتے سقراط و بقراط

کرے جو وقت پر حق کی عبادت
اوا کرتا رہے قرضہ کی اقساط

وہ اچھے بندون مین اچھا ہے بندہ
جو انمردون مین ہے وہ مرد محتاط

ترا دامان ہے سارا پارہ پارہ
بھلا کب اسکو سی سکتا ہے خیاط

نہ ٹل پیچ بولنے سے سچے بندے
اگر مارا بھی جائے مثل سقراط

گنہ سب بخشوا اپنے خدا سے
کیے ہین جو یہان تونے بافراط

پشیمان ہو پشیمان ہو پشیمان
کہ ہے توبہ سے ممکن انکا اسقاط

نہ دے ہرگز طبیعت کو بگڑنے
برابر رکھ ہمیشہ اپنی اخلاط

سنوار اس گل کو سرور مثل گلگون
کر اس لکڑی کو سیدھا مثل خراط

ہو سکے کیونکر خدا کے علم پر بندہ محیط
کنہ ذات حق پہ ہو کیونکر قیاس اسکا محیط

دائرے سے اسکے باہر رکھ نہین سکتا قدم
اسقدر ہے گرد دنیا اور پر دنیا محیط

ابر فیض حق برس جاتا اگر اس خاک پر
ایک دم مین قطرۂ ناچیز بن جاتا محیط

ای موحد ذرۂ ناچیز بن یا آفتاب
بادشہ ہو یا گدا یا ایک قطرہ یا محیط

تیری کشتی کا خدا خود ناخدا جب تک نہو
ہوگا طے کسطور یہ بے انتہا دریا محیط

راست چپ پیش و پس کچھ دیکھ سکتا ہی نہین
کیسا غفلت کا تری آنکھون پہ ہی پردا محیط

بحر فیض ایزدی رہتا ہے جاری ہر گھڑی
موج زن ہے جا بجا فضل الٰہی کا محیط

سیکڑون غواص جس سے ڈوب کر نکلے نہین
گہرا اور چوڑا ہے اس توحید کا کتنا محیط

آدمی اک دھوپ کا جلوہ ہی اور حق آفتاب
قطرہ اک پانی کا یہ بندہ ہی اور مولا محیط

دور کیا گر ایک سے لاکھون بنا لے گرد گار
کیا عجب قطرے سے گر خالق کرے پیدا محیط

قلزم وحدت کا ای سرور کنارہ دور ہے
تیر کر طے کون کر سکتا ہے یہ سارا محیط

مرد با تدبیر کرتا ہے بہر کار احتیاط
کیونکہ ہے ہر کار مین انسان کو در کار احتیاط

نیک و بد کا رکھ بوقت سیر بازار احتیاط
باغ مین جائے تو کر اندر گل و خار احتیاط

اچھا ہو جائیگا بیماری سے آخر ایک دن
کھانے پینے مین اگر رکھیگا بیمار احتیاط

اپنے نزدیک آنے مت دے آدمی کمظرف کو
اسمین کر ای مرد دور اندیش بسیار احتیاط

موسم گل مین بھلا دیتی ہے کیون وقت خزان
اسمین کیون رکھتی نہین ہے بلبل زار احتیاط

مستند ہو کام کے کرنے پہ جتنی مرتبہ
چاہیئے اسمین کرے انسان بہ تکرار احتیاط

دیکھنا رکھنا خدا کی بندگی کے کام مین
ہر گھڑی ہر مرتبہ ہر وقت ہر بار احتیاط

کام کیون کرتا ہی وہ بے احتیاطی سے خراب
جسمین ہے ہر دم تجھے در کار ای یار احتیاط

ردیف

مسئلہ وحدت کا جب کرنے لگے سرور بیان
ہی وہان ہر بات مین تجھکو سزاوار احتیاط

ظا

پہلے دن جو خامۂ قدرت نے لکھا لفظ لفظ
ہوگیا اب صفحۂ عالم پہ ہویدا لفظ لفظ

پورے وحدت کی معانی کوئی پا سکتا نہیں
ہاں یہیں کیسے یہ آسکتا ہے پورا لفظ لفظ

کیسا مضمون ہے مسلسل نسخۂ ایجاد کا
دفتر عالم کا ہے پیچیدہ کیسا لفظ لفظ

کلک قدرت کی چھپی تحریر کوئی بھی نہیں
حرف حرف اسکا عیاں ہے آشکارا لفظ لفظ

چشم عبرت سے مطالعہ کر کتاب کائنات
تا کہ آجائے سمجھ میں شرح اسکا لفظ لفظ

ثابت اپنے دلمیں کر بعد از نفی اثبات کو
یاد کر لے بر زبان وحدت کا کلمہ لفظ لفظ

کھولی جائیگی خدا کے روبرو تیری کتاب
سارا پڑھ دیگے ترا اعمالنامہ لفظ لفظ

سب تری تقریر لکھتے ہیں کرام کاتبین
جو نکلتا ہے زبان سے پورا پورا لفظ لفظ

غور کی آنکھوں سے ہر دم اپنی حالت آپ دیکھ
کر مطالعہ نامۂ اعمال سارا لفظ لفظ

کیا عجب حمد ایزدی دیوان ہے پہلی تجلی
ہے محبت خیز و درد انگیز جسکا لفظ لفظ

خاتمہ بالخیر کی ہمسر ورکے حق میں کی دعا
ابتدا سے انتہا تک جسنے دیکھا لفظ لفظ

حفیظ ہے اپنی خلقت کا وہ خلاق جہان حافظ
بہر جا و مکان ہے وہ شہ کون و مکان حافظ

پھلے پھولے نہ کیونکر بوستان عالم دنیا
کہ اپنے باغ کا رہتا ہے خود وہ باغبان حافظ

ترا بیشک خزانہ بچ رہے چوروں کے حملے سے
اگر گنجینۂ دلپر رہے تیری زبان حافظ

تصرف مالکانہ اسمیں کر گر اسکا مالک ہے
تو بن بیٹھا ہے کیوں اس مال و زر کا میری جان حافظ

گذر جائینگے دن تھوڑے سے جسدن پھر خدا جانے
کہاں ہوگا یہ گنجینہ کہاں مالک کہاں حافظ

سخی بنکر خدا کے نام پر دے ڈال مال اپنا
نہ کر اسکی حفاظت کو مقرر پاسبان حافظ

رہیگا خود خدا تیرا محافظ اس زمانے میں
اگر تو اسکے بندوں کا رہیگا ہر زمان حافظ

ہمیشہ یاد رکھ ذکر الٰہی ظاہر و باطن
بذکر حق بنا لے اپنا دل ذاکر زبان حافظ

جو حافظ ہیں نگہبانی کیا کرتے ہیں قرآن کی
خزانہ معرفت کا دلمیں رکھتے ہیں نہان حافظ

گئیں اڑ کر کہاں وہ بلبلیں بستان عالم سے
کہاں سعدی کہاں جامی کہاں صائب کہاں حافظ

کسی کے ذکر سے ہرگز نہ رکھ کچھ واسطہ اس دم
خفا رکھ حفظ نام اُس لیے خالق کا بیان حافظ

ہر مرد صاحب دم کا ہر ایک دم محفوظ
بنا ہر راہ طریقت قدم قدم محفوظ

نہیں ہے ایک سی حالت مین حالت انسان
خوشی ہے اُسکی نہ محفوظ اور نہ غم محفوظ

اجل کے پیچھے سے دارا و سکندر
اور اس بلا سے فریدون یا جم محفوظ

ہزارون بندے گنہگار ایک دو مقبول
بہت سے لوگ ہین آوارہ اور کم محفوظ

خدا کی زیر حفاظت ہے دفتر افلاک
خدا کے حکم سے ہے لوح اور قلم محفوظ

نہوگا دنیا مین جب تک کہ خود خدا حافظ
ہوا و حرص سے کیونکر رہینگے ہم محفوظ

کب اپنے ظلم سے ظالم امان پاتا ہے
ستم سے رہتا ہے کب صاحب ستم محفوظ

یقین ہے دنیا کی پھندی سے جان بچا لیگا
گر اس کے بلا رہیگا تو بیش و کم محفوظ

محافظ ایسا کوئی ساتھ لے بوقت سفر
کہ رہزنون سے ہو تیری رہ عدم محفوظ

کر اپنے ہاتھ سے تقسیم اپنا گنجینہ
نہ رکھ بکیسۂ حرص و طمع درم محفوظ

ع	غلام سرور ملک عرب یہ سرور ہے ہمیشہ جسکی حفاظت مین ہے عجم محفوظ	ردیف

سمجھ لے سوچ لے اب اپنے کام کا موقع
کہ روز ہاتھ نہین ایسا آئیگا موقع

نکوئی کرلے کہ نیکی کے آج کل دن ہین
بھلائی کرلے کہ ہے آخر یون بھلا موقع

ہین دن جو کام کے انکو تلف نہ کر لینا
نہ لینا دیکھنا ایسا کہین گنوا موقع

یہ بندہ سرکشی کرتا ہے کیا مناسب ہے
برے بھلے کا سمجھتا نہین یہ کیا موقع

ہین آنکھین دیکھتی گویا زبان سے سنتی کان
ہے تیرے کام کا اچھا بنا ہوا موقع

مطلع

گذر یہ مفت اگر آج جائیگا موقع
ملیگا کوئی نہ پھر ایسا دوسرا موقع

رہے نہ دام مین دنیا کی آدمی دم بھر
اگر رہائی کا پائے یہ مبتلا موقع

وہ کام کر کہ قیامت کو تیرے کام آلے — گر اب تجھے کوئی ملجائے اچھا سا موقع
گلوں کو دیکھ لے کر سیر اس گلستان کی — کہ چار روز ہے اس کی بہار کا موقع
خدا نے نور بصیرت عطا کیا جسکو — ہو اسکی آنکھوں میں روشن ذرا ذرا موقع
کمان سے نکلا ہوا تیر پھر نہ آئیگا — ملیگا پھر نہ کبھی جب گذر گیا موقع
اٹھا لے فائدہ اب عنفوان زندگانی کا — کہ لینے دینے کا ہے آج بے بہا موقع
جب ایک موقع گیا جا رہے تو رکھ امید — بنا ہی دیگا خدا کوئی دوسرا موقع
تلاش کر لے تو اپنی بھلائی کی خاطر — بھلا زمانہ بھلا وقت اور بھلا موقع

ضعیفی آئی جوانی گذر گئی **سرور**
ہے کھیل کود کا اب کون وقت کیا موقع

وہ بخش روشنی اہل جہان کو بنکر شمع — کہ تیری روشنی سے جلوہ گر ہو گھر گھر شمع
کر ایسا نور محبت سے اپنا دل روشن — ہو جیسے خانۂ تاریک میں منور شمع
زمانہ سارا ہو پروانہ تیری صورت کا — ہو روشن حسن عمل کی اگر ترے گھر شمع
صفا بہ ظاہر و باطن کر اپنے سینے کو — کہ نور ذات سے روشن ہو باہر اندر شمع
ابھی سے خانۂ تاریک گور کر اجلا — کہ تیرے جانے سے اول وہان ہو انور شمع

مطلع

اگر ہو جلنے سے موقوف ایک دم بھر شمع — کہیگا کون اسے دنیا میں بار دیگر شمع
تو سوتا رہتا ہے تا فجر شمع جاگتی ہے — بہاتی غم کے ہے آنسو ہمیشہ شب بھر شمع
ہزار دن جل چکے پروانے جسکے شعلوں سے — بجھیگی جلنے سے انکے عوض میں کیونکر شمع
چراغ جلتے ہیں روشن اسی چراغ سے ہیں — ہے دیتی جلوہ اسی شمع سے یہاں ہر شمع
چراغ ہستی کا گل ہوگا ایک روز افسوس — نظر کسی کو نہ آئیگی یہ منور شمع
نظر نہ آئیگی صورت کسی پتنگے کی — سحر کو جلنے سے رہجائیگی جب آخر شمع

تمام خلق کو حاصل ہو روشنی جس سے
تو حسن خلق کی روشن کر ایسی سرور شمع

دوستوں میں باعث رنج و نزاع
ہے یہ ملک و دولت و مال و متاع

نفس سرکش کی جو گردن توڑ دے
ہے وہی مرد بہادر اور شجاع

زینت دنیا ہے گرچہ جاہ و مال
دولت و اقبال و فخر و ارتفاع

لیکن آخر کار اسکا چھوڑنا
سخت مشکل ہوگا ہنگام وداع

علم بخشا ہے اگر حق نے تجھے
دی ہے ہر راز نہاں پر اطلاع

عقل سے اپنی نئی باتیں نکال
کر عیاں اچھے سے اچھا اختراع

سب مسلمان جسکو باتیں تو بھی مان
بات سن ہو جسپہ سب کا اجماع

پوری کہہ جو بات سچ کہنے کو ہو
کچھ نہ کر اسمیں کمی و اختراع

موت گردن ہی دبا لیگی تری
جب اچانک بیخبر بے اطلاع

غیر تسلیم و رضا و عاجزی
کچھ نہ بن آئیگی اے مرد شجاع

کہہ کے اٹھ بیٹھینگے ساری یار دوست
الوداع و الوداع و الوداع

چاہتا ہرگز نہیں ہے ذوالجلال
اپنے بندوں سے بغیر از اتباع

تو بھی سن سرور کلام وعظ و پند
سنتے جس رغبت سے ہیں صوفی سماع

اپنے مولی کی طرف رکھ ہر گھڑی اپنا رجوع
تا کہ ہو تیری طرف بھی ساری خلقت کا رجوع

تیری صورت بھی نہیں دیکھینگے بعد از چند روز
آج کل جنکی طرف ہے سر بسر تیرا رجوع

خاک پر گرتا نہیں کسواسطے ای خاکسار
کیوں تو اپنی اصل کی جانب نہیں کرتا رجوع

روز کر ورد زبان انا الیہ راجعون
ہے بحق حق کی طرف جب ایک دن کرنا رجوع

کسطرح رکھیگا حق سے دوستی نا حق کا دوست
سوے دین کیونکر کریگا عاشق دنیا رجوع

خاص نسبت جزو کو اُس کل سے جب حاصل ہوئی
کیون نہو کثرت کا وحدت کی طرف پورا رجوع

غیر سے رُخ پھیر اور حق کی طرف اے مرد حق
رات دن رکھ صورت قبلہ نما اپنا رجوع

فی الحقیقت ہی رجوع خلق بھی اسکی طرف
جسکا ہر دم حضرت حق کی طرف ہوگا رجوع

رات دن سرور نیکی کے کام مین مصروف ہے
کار کار آمد جو ہین اُن پہ نہین اصلا رجوع

جمع کرتا ہے آدمی طماع
کسلیے اپنے گھر مین مال و متاع

لکھا قسمت کا صاف ملتا ہے
جب بہر قسمت و بہر اضلاع

پھرتا گھر گھر ہے کس لیے افسوس
نکلے ایسا حریص اور طماع

موت آئیگی ناگہان جس دم
لوگ اُس دم کرینگے تجھکو وداع

زور ڈالیگی جب کہ کم زوری
نہ شجاعت رہیگی پھر نہ شجاع

حق نے بھیجا ہے تجھکو دنیا مین
ہو اُسی کی طرف ترا ارجاع

اے مسافر خدا کے رستے مین
لاکھون رہزن ہین سیکڑون قطاع

لوٹ لیتے ہین رستہ چلتون کا
ڈاکون دیکر تمام مال و متاع

چاہیے مرد طالب حق کو
نہ عداوت کسی سے ہو نہ نزاع

سخت مشکل ہے نکتہ وحدت کا
وہی سمجھیگا جو کہ ہو طباع

آنکھین رکھتا ہو جو کوئی دیکھے
رو بہ صنعت ہے جلوۂ صناع

ہی حقیقت مین سرور اموزون
تیری حمد ایزدی کا ہر مصراع

ردیف غ

رنگ و بوے باغ عالم سے معطر کر دماغ
خشک مغزی جس سے مٹ جائے تری ہو تر دماغ

جھوٹ ہے اس زندگی مین زندگانی کی امید
تا حق اُٹھاتا ہے یہ بیہودہ خیال اندر دماغ

کیون ہے نافرمان بھلا وحشی طبیعت آدمی
سرکشی کرتا ہے حق سے کیون یہ انسان خر دماغ

عاجزون بے اختیارون کو نہین اچھا غرور
ان بچارون خاکسارون کو نہین بہتر دماغ

خاک مولد خاک مسکن خاک مدفن جسکا ہو
کیون ہو ایسے خاک کے پتلے کا گردون پر دماغ

گل نہین ہوتا کبھی اسکا چراغ زندگی
ہو چکا ہو جسکا نور عقل سے انور دماغ

نور وحدت سے منور ہو گئی ہر ایک آنکھ
ہو گیا ہر ایک سینہ صاف روشن ہر دماغ

بیٹھے بیٹھے فرش پر جو عرش کی کرتے ہین سیر
کیون نہو عرش برین پر اُنکا بالاتر دماغ

گندہ مغز ایسا ہو اکس بات پر ہے آدمی
اور رسائی باد نخوت کسلیے ہے در دماغ

کون سے رتبے پہ روز افزون ہے اسکی سرکشی
دن بدن اسکا بگڑتا جاتا ہے کیسر دماغ

مغز مین جو جتنی ہے جاتی رہیگی ایک روز
خالی ہوگا ان خیالون سے ترا آخر دماغ

بندۂ زار ضعیف و عاجز و مکدر ہے
کون سے پایہ پہ دنیا مین کرے مسرور دماغ

اپنے گم گشتہ کا اُسنے پالیا سارا سراغ
جسنے اس رستے مین آکر کھو دیا اپنا سراغ

مدعا حاصل کیا کی جسنے اُسکی جستجو
پانون رکھا جسنے اُسکی راہ پر پایا سراغ

یار ہرجائی کا انسان کسطرح پائے نشان
کسطرح اُسکا پتا کوئی نکالے یا سراغ

بیخبر ہے اپنی خود ہستی سے جس حالت مین ہے
پائیگا اپنے خدا کا کسطرح بندہ سراغ

مطلع

خلق سے خالق کا ہمکو مل گیا پورا سراغ
آخرش وحدت تلک کثرت کا جا پہونچا سراغ

رکھا جس خالق نے شہراہ طریقت پر قدم
ہر قدم پر اُسکو جانان کا گیا ملتا سراغ

گھر تلک دلبر کے پہونچا جستجو کرتے ہوئے
جسکو دل نے ہے سراغی بنکے دکھلایا سراغ

چپے چپے پر پتا ملتا ہے اُس گلفام کا
باغبان کا ہے بیان ہر باغ سے پیدا سراغ

جو مسافر جلد یا فانی سرا سے دہر سے
پھر نہین اُسکا کسی نے اس جگہ دیکھا سراغ

خاک اُس خاکی کی جب اُڑ جائیگی بنکر غبار
باقی رہجائیگا پھر اُس وقت اُسکا کیا سراغ

ہر قدم پر جسکا ہوتا ہو عیان نقش قدم — پھر نہین ملتا ہین باعث ہی کیا اُسکا سراغ

حق کا کیونکر پائیگا سرور پتا اس راہ مین
جب تلک پہلے نکالیگا نہ تو اپنا سراغ

دلمین کر روشن محبت کا چراغ — کر لے سوز دل سے سینہ باغ باغ
دلکو خوش کر لے گلون کو دیکھکے — باغ کی کر سیر ہو کر باغ باغ
دلمین بھر دے سر بسر عرفان کا نور — تاکہ ہو اس سے ترا روشن دماغ
کر مقرر بندگی کے واسطے — اپنے وقتون سے کوئی وقت فراغ
بندۂ خاکی کا کس رتبے پہ ہے — دوستو عرش معلی پر دماغ
اہل دولت کسلیے ہوتا ہی خوش — بیٹھکر مردار پر مانند زاغ
اپنے رہبر کے قدم پہچان لے — تاکہ ملجائے تجھے اُسکا سراغ
حق کا عاصی نیکیے ناداں آدمی — کیون لگاتا ہے صفا چادر کو داغ
کام کر ایسا کوئی جس سے رہے — حشر تک روشن ترے گھر کا چراغ
تازہ ہر موسم ترا گلزار ہو — پھولتا پھلتا رہی ہر وقت باغ

چھوڑ دو محفل صراحی توڑ دو
عمر کا اب بھر چکا سرور ایاغ

یہ کیسا باغ ہی دنیا کا ایک عمدا باغ — کہ دوسرا نہین ایسا بھلا نہ پھولا باغ
ہی اُسکا نقشہ سراپا بہشت کا نقشہ — ہے عین گلشن جنت کا یہ نمونا باغ
بجز نکالے نہ نکلا وہ اس گلستان سے — بچشم غور یہ سر سبز جسنے دیکھا باغ
ہر بہار بدلتا ہے ڈھنگ یہ گلشن — نرالے رنگ دکھاتا ہی یہ ہمیشہ باغ
کبھی بہار کبھی ہے خزان گلستان مین — کبھی ہے پھولتا گلشن کبھی ہی پھلتا باغ
ہزار دن بلبلین اور سیکڑون مین گل اسمین — نہین ہے مالک کوئی اور اس سے اچھا باغ

مطلع

ہے کس نے دیکھا کوئی اور سطح کا باغ
کہ سب کی آنکھوں کی پتلی ہے یہ اچھا باغ

نظارہ اسکا فقط دور ہی سے کرلینا
سمجھ نہ بیٹھنا باغ جہان کو اپنا باغ

جو چاہو توڑ لو پھول اور جو چاہو کھالو پھل
کہ باغبان ازل کا ہے ملک سارا باغ

خدا نے مال دیا تجھکو بخشدی اولاد
کہ جس سے خانہ و دولت بنا سراپا باغ

بباغ عمر نکوئی کا بیج بو سرور
کہ ہووے حشر کے دن تک ترا شگفتہ باغ

ردیف ف

کتنا ناطاقت ہے عاجز ناتوان انسان ضعیف
کسقدر ہے سارے حیوانوں سے یہ حیوان ضعیف

ہوتا جاتا ہے یہ انسان ناتوان شام و سحر
دن بدن کرتی ہے اسکو گردش دوران ضعیف

اتنا اتراتا یہ کیون ہے بندۂ خاکی نژاد
فخر کیون کرتا ہے اتنا آدمی نادان ضعیف

کون طاقت پر یہ ناطاقت بھلا مغرور ہے
کون سے زور اور کس قوت پہ ہے نازان ضعیف

کتنی کمزوری ہے اس عاجز مین کتنا ضعف ہے
کسقدر ہے جسم بھی اسکا ضعیف و جان ضعیف

اپنی کمزوری پہ یہ کیونکر نہ روئے زار زار
کیون نہ کھائے اپنے اپنے ضعف پر ارمان ضعیف

سخت بیماری ہے دامنگیر اسکو ضعف کی
کس سے مانگے اپنے دل کے ضعف کا درمان ضعیف

آب و دانہ سے نہ لے رزاق گر اسکی خبر
مرنے لگ جاتا ہے اک دم بھر مین یہ بیجان ضعیف

کچھ بھی کر سکتا نہین یہ کام ہے امداد حق
رات دن ناحق پھرا کرتا ہے سرگردان ضعیف

جذب حق کھینچے اگر اسکو کہین اپنی طرف
عرش پر بے نردبان چڑھ جائے یہ انسان ضعیف

کیسی کرتا ہے شکایت سرور اپنے ضعف کی
جب بنی آدم کو فرماتا ہے خود قرآن ضعیف

کیسا دیگا نہ ظالم اگر یہان انصاف
خدا کریگا ہر اک بات کا وہان انصاف

زمانہ سارا ہی تیرا مطیع فرمان ہو
اگر تو رکھیگا ملحوظ ہر زمان انصاف

گر ایسی منصفی جاری کہ تیری ذات سے ہو — جگہ جگہ پہ عدالت مکان مکان انصاف

جہان دو آدمی آپس مین لڑنے کو بیٹھین — کھڑا ہو تیسرا تو بن کے درمیان انصاف

جھکا جب ایکطرف پلّہ تُل چکا پورا — تعصب آیا تو پھر رہگیا کہان انصاف

مطلع

خدا کے واسطے ہر وقت کر بیان انصاف — کہ صاف کر دی کدورت سے جسم و جان انصاف

کبھی ہو پردۂ دل مین ترے نہان انصاف — کبھی زبان سے تکلم مین ہو عیان انصاف

خیال ظاہر و پوشیدہ رکھ عدالت پہ — کہ دل بھی ہو ترا انصاف اور زبان انصاف

ہمیشہ شاد ہین وہ لوگ جو کہ منصف ہین — وہ ملک رہتا ہے آباد ہو جہان انصاف

ستم سے کسطرح راضی ہو کوئی دنیا مین — کہ چاہتا ہے خداوند دو جہان انصاف

تو کون چیز تھا پہلے بنا ہے اب کیا چیز — ذرا تو دل مین کر اے مرد نکتہ دان انصاف

ہر ایک کام مین انصاف چاہیے سرور
ہر ایک بات مین لایق ہے بیگمان انصاف

سینہ رکھ اپنا صفا اے سینہ صاف — دور کر دل سے کدورت کا غلاف

خود بخود پہونچیگا تجھکو تیرا رزق — گرچہ پنہان ہوگا زیر کوہ قاف

با وجود بندگی کیونکر کرے — بندہ فرمان خدا سے انحراف

رکھ ہمیشہ کلمۂ توحید کا — بہ زبان اقرار و دل مین اعتراف

خیر و دولت گر تجھے مطلوب ہے — کفر کا کر دور لوح دل سے کاف

جب تلک ہے زندہ مت لا بر زبان — کفر و بہتان و دروغ و کذب و لاف

راستبازونکے مخالف ہے وہی — جسکی ہو تقریر حق کے برخلاف

صورت دلدار صاف آئے نظر — ہو اگر آئینہ روشن سینہ صاف

پھر نہ آئیگا تو جب دم سوئیگا — اوڑھ کر اس خاک کا سر پر لحاف

دیکھ مت خاطر کسی کی جھوٹ مت بول ‌ ‌ ‌ صاف ہو جو بات کہ دے صاف صاف
حضرت ستار و غفار الذنوب ‌ ‌ ‌ سب گنہ کر دینگے بندون کے معاف
کیونکہ ہے لا تقنطو اخود کر چکا ‌ ‌ ‌ اُنسے حق بخشش کا وعدہ صاف صاف
کسلیے کرتا ہے تو ناحق کا فخر ‌ ‌ ‌ برزبان لاتا ہے کیون لاف و گزاف

برزبان لانا نہ سرور دیکھنا
بات کوئی راستی کے برخلاف

تو اپنے سینہ کا آئینہ اسقدر رکھ صاف ‌ ‌ ‌ کہ آئے اوس سے نظر تجھکو روے دلبر صاف
خدا کے خوف سے رو اپنا دھو سیہ نامہ ‌ ‌ ‌ سیاہی جتنی ہے کر لے بہ دیدۂ تر صاف
وہ پاوے دولت دیدار جو کہ دنیا مین ‌ ‌ ‌ بشکل آئینہ بن جاوے باہر اندر صاف
نکالو گھر سے جو ہے جمع مال دنیا کا ‌ ‌ ‌ تمہارا ایسی غلاظت سے چاہیے گھر صاف
جو گھر مین ہو خس و خاشاک جھاڑ اسکو دو ‌ ‌ ‌ تمہارے رہنے کی خاطر جگہ ہے بہتر صاف
ہے صاف زنگ کدورت سے جسکا آئینہ ‌ ‌ ‌ وہ سینہ رکھتے ہین ہر ایک سے برابر صاف
ہمیشہ کاٹو بیچ کٹتی ہے زندگی جسکی ‌ ‌ ‌ نہ انکو چاہیے قالین نہ کوئی بستر صاف
حساب پاک کر ایسا حساب والون کا ‌ ‌ ‌ کہ ایک ایک رقم سے ہو سارا دفتر صاف
نہ دیگا رنگ کسوٹی پہ تیرا یہ سونا ‌ ‌ ‌ کریگا جب تلک اُسکو نہ کوئی زرگر صاف
ہر ایک نقش صفا کھینچتا ہے وہ نقاش ‌ ‌ ‌ ہر ایک لکھتا ہے تصویر وہ مصور صاف
خدا کے واسطے سب مان لو مسلمانو ‌ ‌ ‌ جو ہین حدیث مین فرما گئے پیمبر صاف

وہ چاند صاف نظر آئے سامنے تجھکو
غبار سے ترا مطلع اگر ہو سرور صاف

ردیف ‌ ‌ ‌ ق

مرد سالک کو مقام قرب تک پہونچائے شوق ‌ ‌ ‌ اور اُٹھا فرش زمین سے عرش پر لیجائے شوق
منزل مقصود تک سالک پہونچ جائے وہین ‌ ‌ ‌ رکھے ثابت گر شہراہ طریقت پائے شوق

ذوق و شوق حق سے انسان لذتین حاصل کرے
پائے نعمت خانۂ حق سے اگر حلوائے شوق

مرد طالب چہرۂ مطلب کو فوراً دیکھ لے
اپنی صورت پردۂ دل سے اگر دکھلائے شوق

راہ پر آجائین سارے گمرہان راہ دین
راستی کے راستے تک گر انھین لیجائے شوق

قطرے سے موتی بنا دے خاک سے سونا کرے
نسخۂ اکسیر شائق کو اگر سکھلائے شوق

شوق ناداروں کو دلوائے خزانہ مال کا
مرد مفلس کو بہ تخت سلطنت بٹھلائے شوق

شوق انسان کی مرادین پوری کرتا ہے تمام
آدمی کو منہ سے جو مانگے وہی دلوائے شوق

شوق کر دے بے ہنر کو صاحب فضل و ہنر
بلکہ وحشی کو بنا کر آدمی دکھلائے شوق

ایسا مستغرق بذوق و شوق اے شائق ہو
ابر شوق آنکھوں کو اور دل کو بنا دریائے شوق

فضل حق سے کرین ہم بھی ختم حمد ایزدی
سرورا سمین اگر ہم کو مدد فرمائے شوق

نہ طالب مال کا ہے اور نہ ہے خواہان زر عاشق
نہ گھر والا کوئی رکھتا ہے عاشق اور نہ گھر عاشق

صفائی قلب سے گھر گھر کی دیتا ہے خبر عاشق
زمین و آسمان رکھتا ہے سب زیر نظر عاشق

وہ بیدل اپنے دل کو قبلہ و کعبہ سمجھتا ہے
فقط دل کی طرف ہر دم جھکا رکھتا ہے سر عاشق

فرشتے سے بھی بالا ہے فلک پر واز کرتا ہے
خدا کی شوق کی جب دم لگا لیتا ہے پر عاشق

سدا دام محبت کے نشے مین چور رہتا ہے
ہمیشہ ہے شراب بیخودی سے بے خبر عاشق

مطلع

لہو پیتا ہے کھاتا ہے فقط لخت جگر عاشق
غم و رنج و الم مین زیست کرتا ہے بسر عاشق

جھڑی جب باندھ دیتا ہے باشک چشم تر عاشق
تشکل ابر کر لیتا ہے دامن پر گہر عاشق

کبھی ہنستا کبھی روتا کبھی خوش ہے کبھی غمگین
بہر حالت نہین رہتا کبھی اک حال پر عاشق

کسی کے نیک و بد کی کب خبر عاشق کو رہتی ہے
کہ رکھتا ہے غرض معشوق سے شام و سحر عاشق

نہین ڈرتا اجل سے مرگ کا کچھ غم نہین کرتا
کہ اس مرنے سے پہلے جیتے جی جاتا ہے مر عاشق

بزنگ زرد وآہ سرد حجت پہچانا جاتا ہے
ہزاروں پردوں میں چھپکر ہو سرور اگر عاشق

کرے اللہ دفتر وحدت کا سرور ہر ورق
پہلے جسکا قل ہو اللہ احد ہے سر ورق

خوشنویسان محبت نسخۂ توحید کا
در بغل لکھ کے رکھتے ہیں بآب زر ورق

تیرے دفتر کا بگڑ جاتا ہے سارا انتظار
جب کتاب جسم کے ہوجائینگے ابتر ورق

پیا پیا دفتر وحدت ہے اس گلزار کا
فرد ہر وحدت کا اسکے ہر شجر کا ہر ورق

گھر میں کیوں اتنی کتابیں جمع کر رکھتا ہے تو
راندن کیا لیگا آخر ان کے الٹا کر ورق

صفحۂ دل کی تو دور کر سیاہی دور کر
نامۂ اعمال کی دھو دے بچشم تر ورق

خاکساری کے مضامین لکھ کہ مانند غبار
اڑکے جا پہنچیں تری نامے کے گرد ہر ورق

علم وحدت کا عجب سینہ بسینہ علم ہے
اب تلک جسکو نہیں لکھا کسی نے یہ ورق

کوئی سالک راستے رہنما پاتا نہیں
کوئی کاتب لکھ نہیں سکتا ہے یہ مسطر ورق

محو ہوئیگا نہیں خط سے ترے حرف بدی
جب تلک رو رو کے اس غم میں نکرلے تر ورق

جانتے ہیں اس کو مردان خدا تعویذ جان
حمد میں لکھے ہیں جتنے تونے اے سرور ورق

تعلق کا نہ ہو دنیا میں مشتاق
رہا ہے مرد حق اس جنس سے طاق

نہ پھر اقرار سے جو کرچکا ہے
رہو قایم بعہد روز میثاق

لگا دل پر نفی اثبات کی چوٹ
بنا لے سینہ اپنا سنگ چقماق

سیاہی ساری دھل جائیگی تو ہوجائیگا
با نوار الٰہی سینہ براق

بعشق حق دلیرانہ کیا کر
سدا جانبازیاں مانند عشاق

عبادت کر عبادت کر عبادت
کہ راضی ہو تری خدمت سے خلاق

چکا دے آج سب کا لینا دینا
حساب ہر ایک کا کر ڈال بیباق

تجھے وحدت کا اک کافی ہے نکتہ ۔۔۔ ہے اتنے باندھ کیوں لمبے چوڑے راق
ہمیشہ ہے رضامند اُس سے خالق ۔۔۔ جو رکھے خلق سے نیک اپنے اخلاق
ہر اک بندہ سے مل آ ہے بندہ خلق ۔۔۔ بتعظیم و بتکریم و باشفاق
ترا دل چاہیے وہ مطلع فیض ۔۔۔ خدا کے نور کا ہو جس سے اشراق

ردیف ۔۔۔ ک

تو مانگے اُس سے یا سرور نہ مانگے
تجھے دیویگا تیرا رزق رزاق

ہر اک آن میں بدلتا زمانہ کیا کیا رنگ ۔۔۔ دکھاتا رہتا ہے ایک ایک آن میں صد بار رنگ
ہزاروں گل ہیں گلستان دہر میں لیکن ۔۔۔ کسی کا گاڑھا ہے رنگت کسی کا پتلا رنگ
کبھی نہ دیکھا تھا جو ابتدائے ہستی سے ۔۔۔ ہے اب زمانہ رنگین نے وہ دکھایا رنگ
نہ وہ سفیدی نہ سرخی ہے اور نہ وہ زردی ۔۔۔ نہ اگلا ڈھنگ ہے موجود اور نہ اگلا رنگ
نہ پہلی صورتیں اس دم دکھائی دیتی ہیں ۔۔۔ نہ پہلا نقشہ نظر آتا ہے نہ پہلا رنگ
کبھی ہے غنچہ کبھی پھول اور کبھی پھل ہے ۔۔۔ بدلتا رہتا ہے اس باغ کا ہمیشہ رنگ

مطلع

ہزاروں گرچہ کیے ہیں خدا نے پیدا رنگ ۔۔۔ مگر ہے رنگ محبت کا سب سے اچھا رنگ
ہوتا دنیا کی رنگت پہ مائل اے نادان ۔۔۔ کہ ہو ہی جاتا ہے آخر کو اسکا پھیکا رنگ
ہر ایک ڈھنگ میں رکھتا درست ڈھنگ اپنا ۔۔۔ ہر ایک رنگ میں دکھلاتا اپنا پورا رنگ
گر اپنے جامہ کو رنگین بر رنگ یک رنگی ۔۔۔ کہ سارے رنگوں سے ہے شوخ یہ اکیلا رنگ
دو رنگی چھوڑ کے یکرنگ دوستو ہو جاؤ ۔۔۔ کہ بخشیں حضرت رنگریز تم کو ڈگنا رنگ
نہ بول منہ سے ولیکن بچشم عبرت دیکھ ۔۔۔ ہے اس زمانہ کی نیرنگیوں کا عجب سا رنگ
ہے قسم قسم کے گلزار باغ ہستی میں ۔۔۔ طرح طرح کے نظر آتے ہیں عجب سا رنگ
لباس ظاہر و باطن کو ایسی دے رنگت ۔۔۔ کہ آتے پھر نہ قیامت تلک دہ پھیکا رنگ

گذر ہی جائیگا جس دم بہار کا موسم
نظر آئیگا سرور دوبارہ ایسا رنگ

اپنے دلکو تنگ ہستی مین کبھی کرنا نہ تنگ
دن گذر جائینگے آخر کار یہ دو چار تنگ

ہے کبھی اپنا غم اسکو اور کبھی فکر عیال
زندگی اپنی سے ہے ہر وقت دنیا دار تنگ

اپنے غم کا چارہ جوئی کس سے یہ عاجز کرے
کس سے مانگے خیر یہ مفلس گدا نادار تنگ

آجکل موسم بدل جائیگا آئیگی بہار
رہتی ہے وقت خزان کیون عندلیب زار تنگ

بخشش و دولت لینے دینے مین تنگ اپنا ہاتھ
خانہ تاریک گو رہا اپنا تنگ زنہار تنگ

نہ سے مت کر تنگدستی کی شکایت باربار
اس پریشانی سے بھی اپنا تنگ زنہار تنگ

مطلع

حرص کا انسان کو رکھتا ہے سدا آزار تنگ
ایسی بیماری سے ہے ہر وقت یہ بیمار تنگ

اسطرح غنیمت اسمین کمل کر یک سکے
تنگدل سب سے سوداگر مین اور بازار تنگ

کھوتا ہے اپنے حق کے روبرو دست دعا
بندہ ہو جاتا ہے جب عاجز بہت ناچار تنگ

آنے اور جانے مین ہے ہر ایک کو تنگی نصیب
ہو کے تنگ آتا ہے پھر جاتا ہے آخر کار تنگ

اسکی بیماری کا اکدن فیصلہ ہو جائیگا
کاٹ لیگا چار دن تنگی کے یہ بیمار تنگ

حق کی رحمت ایکدم اسمین سما سکتی نہین
اسقدر ہین گو ظالم کے در و دیوار تنگ

فضل یزدانی سے رکھتا ہے فراخی کی امید
رہ نہین سکتا کبھی یہ سرور نادار تنگ

ہر ایک چیز سے ہے ذات کبریا نزدیک
ہر ایک وقت ہے پاس اور ہر ایک جا نزدیک

ملیگا اسکو جو رکھیگا ملنے کی خواہش
جو اسکو ڈھونڈنے جائیگا پائیگا نزدیک

وہ گھر مین پالیا جسکی تلاش تھی گھر گھر
جسے بکو دور سمجھتا تھا مل گیا نزدیک

عزیز و دنیا سے جو دور دور بھاگتا ہے
وہ رہتا خالق اکبر کے ہے سدا نزدیک

وہ دور کیلیے جائیگا ڈھونڈنے آخر — ملیگا جسکو زمانہ میں مدعا نزدیک

مطلع

سمجھ لو ذات الٰہی کو وہ نما نزدیک — کہ شاہ رگ سے بھی ہر وقت ہے خدا نزدیک
ہمیشہ رہتی ہے نزدیک زندگی کو مرگ — اس ابتدا کی ہے ہر وقت انتہا نزدیک
ہوا کو حرص و طمع سے ہمیشہ دور رہو — کہ آنے پائے نہ تیرے کوئی بلا نزدیک
تو جو بدن سے نکل جائیگی یہ جان جسدم — ذرا نہ ٹھہرینگے اسوقت اقربا نزدیک
کوئی نہ دیکھیگا یار و کر تیری صورت — نہ یار آئیگا اسدن نہ آشنا نزدیک

اجل کو دور تصور نکرنا اے سرور — کہ آجکل ہے وہ موقع پہونچگیا نزدیک

کرے فخر اسقدر کس بات پر خاک — نجاست سے نہولے جبتلک پاک
خدا کی بندگی کرتا نہیں ہے — نڈر کتنا ہے یہ انسان بیباک
کرے طے منزل مقصود کیونکر — کہ چالیں الٹی چلتا ہے یہ چالاک
کیا کرتا ہے نادانی کی باتیں — یہ نادان باوجود فہم و ادراک
یقین ہے اسپہ سب کھلجائیں پردے — اگر اپنے دل کا دیکھے کھولکر چاک
یہ کیون کہتا نہیں حال دل زار — خدا کے روبرو باچشم نمناک
ریا کرتا ہے کیون دنیا کی خاطر — پریشان خاطر و دلگیر و غمناک
صفا کر ایسا رستہ عاقبت کا — کہ رہ جائے نہ باقی خار و خاشاک
زمین پر رکھ جھکی گردن ہمیشہ — کہ جھک جائیں تری عظمت پہ افلاک
تجھے ممسک کہینگے لوگ سارے — طبیعت میں اگر رکھیگا امساک
جو ہو بغض و تعصب دل سے کر دور — نہ بن سنگین دل و بیرحم و سفاک

کلاہ سروری مانگ اس سے سرور

ردیف ل ہے زیبا جسکے سر پر تاج لولاک

گلشن دنیا مین اگر ہمنے دیکھا پھول پھول
پایا ہمرنگ ہی گل کی تیا تیا پھول پھول

پالیا اپنا گل اس نے بس اسی گلزار سے
نکلے بلبل جسنے اس گلشن کا ڈھونڈا پھول پھول

کیون نہ کھولیگی یہ صفت باغبان بلبل زبان
جسنے گلدستے مین ہر چن چن کے باندھا پھول پھول

نقشہ اس گلزار کا ہی عین نقش باغبان
ہی گلستان ہین اسی گل کا نمونہ پھول پھول

کچھ نہین ملنے کا پھل اس گلستان دہر سے
کام کیون کرتا ہے اس دنیا کے غنچہ پھول پھول

مطلع

رنگ ڈھنگ اپنا دکھاتا ہی نرالا پھول پھول
اپنا اپنا سب الگ دنیا ہی جلوا پھول پھول

حق نے بخشا ہو اگر نادان تیری آنکھوں مین نور
سیر کر اس باغ کی اور دیکھ اسکا پھول پھول

دیکھنے والے جو آجاتے ہین اس گلزار مین
دیکھ سب جاتی ہین اسکا کانٹا کانٹا پھول پھول

اڑ گیا ہے آجکل اس گلشن ہستی کا رنگ
جسمین بلبل بیٹھا کرتی تھی ہمیشہ پھول پھول

کلیان سب کھلی شگفتگی جب آئیگا وقت بہار
پھول کر دکھلائیگا گلشن سے چہرہ پھول پھول

کیسی یہ پھولون بھری لکھی گئی سرور غزل
صورت گلزار ہے جسکا شگفتہ پھول پھول

الٹے چکر کھاتا ہی گردون گردان آجکل
الٹی چالین چلتا ہی یہ دور دوران آجکل

آجکل نقشہ نیا بدلا ہوا اس گلزار سے
ہے نرالا ڈھنگ ہر رنگ گلستان آجکل

کوئی مفلس ہے کوئی محتاج کوئی تنگ دست
کیا شریفان جہان پھرتی ہین حیران آجکل

آجکل موتی لٹکتے ہین گدھون کے کان مین
ہین بچارے آدمی سر در گریبان آجکل

آجکل ہین مسند دولت پہ حیوان جانشین
وحشی شکر بیٹھے ہین آوارہ انسان آجکل

رہزنان راہ مولیٰ رہنما کہلاتے ہین
چور ہین گنج سلامت پہ نگہبان آجکل

جابجا تسکین نئی دکھلائی دیتی ہین تمام
تازہ آتے ہین نظر دنیا مین سامان آجکل

ہیں بہر حالت وہ اپنے حال سے گزشتہ حال | کسقدر ابتر ہے حال دردمندان آجکل
بندگی کر بندگی کر بندگی | وقت ہے یہ وقت فرصت کا مری جان آجکل
آجکل کا وقت کار آمد ہے تیرے کام کر | دل لگائی کے فقط ہیں مرد نادان آجکل
بندگی کرتا نہیں کس واسطے اے ناتوان | ہنسینگے سب بوجہ جس حالت میں ہیں سامان آجکل

سرور ناخوانده دلکو خدا کا شکر ہے
مشتہر اہل سخن میں ہے سخندان آجکل

دل بجا رہبر کہ دلبر تک تجھے پہونچائے دل | چل اُسی رستہ پہ جو رستہ تجھے دکھلائے دل
جا ادھر اے بیخبر تجھکو جدھر لیجائے دل | کر عمل اُس حکم پر جو کچھ تجھے فرمائے دل
جسکو دل چاہے قرار رکھ چاہ اُس دلدار کی | جان و دل اُسپر فدا کر ڈال جسپر آئے دل
گر کدورت سے صفا دل کو کہ شکل آئینہ | صورت دلبر بصورت تجھے دکھلائے دل
دل سے تیرے بیدلی کا کام جب ہوئی لگین | اہل دل کے روبرو کیونکر نہ وہ غرائے دل

مطلع

کیوں نہ اُس مرد خدا کا استقامت پائے دل | خوف حق سے جسکا کانپے جسم اور تھرائے دل
دل ہی اپنا باعث ذلت اگر ہو جائے دل | جان کا دشمن اگر بنجائے دلربائے دل
کیونکر اپنی تیز رفتاری سے لغزش کھائے دل | ہو اگر مضبوط براہ طریقت پائے دل
جان بھی دیکر اگر جاناں ملے کچھ غم نکو | پائے دل دیکر اگر دلبر کو پروائے دل
بیٹھے بیٹھے گھر میں بیت اللہ کا کر دیں طواف | کعبۂ مقصود جسکے جسم میں بنجائے دل
اپنے دلکو ہی بنا محکم ذریعہ کام کا | تا کہ حق سے دولت عرفان تجھے دلوائے دل

توڑ دے زنار کفر اور بت پرستی چھوڑ دے
یہ نہ ہو سرور کہیں تیرا بنجائے دل

بتبہ راہ طریقت ایسی چل چال | کہ پہونچ منزل مقصد پہ فی الحال

عنسم ماضی و استقبال کر دور — غرض رکھ حال سے اے صاحب حال
بدار آخرت بھیج اپنی دولت — کہ کام آئے تیرے وہ وقت پر مال
پھر جائین اگر دل سے کرے ورد — نہ ہوگا تیرا دنیا مین اک بال
الف بنکر اطاعت مین کھڑا ہو — جھکا سجدے مین گردن صورت دال
اڑے کیونکر باوج معرفت دل — کہ ہین کترے ہوئے اسکی پر و بال
کوئی دن کے لیے ہوا ہے سرافراز — یہ فر افسری و تاج اجلال
کہان اسکندر اور دارای دولت — کہان رستم جوانمرد اور کہان زال
سرے دہر مین رہنا ہے تجھکو — کوئی دن یا مہینہ یا کوئی سال
ہے تجھپر آنے والا ایک روز — کہ ہوگا حال سے ابتر تیرا حال
یہ آنکھین دیکھنے سے عاری ہونگی — زبان ہوجائیگی ہر بات سے لال
تو سوتا ہوگا اور آیا کرینگے — ہزارون زلزلے اور لاکھون بھونچال

ردیف	بدرگاہ خدا ہے حال مطلوب نہ لگا کام اے سرور وہان قال	م

اگر تو کام کا بندہ ہے ہر گھڑی کر کام — گر اہل کار سمجھتا ہے سب سے بہتر کام
ہر ایک کام مین کر سعی اپنی پہلے سے — کہ پاوے خوبی سے انجام انتہا ہر کام
فقیر تجھ سے لیتا ہے مطلب اور زردار — نکالتا ہے ہمیشہ بقوت زر کام
عزیز و حق کی عبادت بہت ہی مشکل ہے — ہے بندگی کا بہت سخت اور بہتر کام
نئے نئے ہین زمانہ مین شغل اب جاری — نرالے دنیا مین ہوتے ہین آج گھر گھر کام
اسی کو دوست سمجھ اپنا جو کہ کام کو دقت — سنوارے دلکی محبت سے تیرے یکسر کام
علاقے سب ہین ترے دمبدم ترقی پر — ہین بڑھتے جاتے ترے دن بدن برابر کام
اخیر ہاتھ سے ہو جائیگا ترا لیکن — نہونگے تیری ضرورت کے ہرگز آخر کام

خدا کی بندگی کا اپنے نفس سرکش سے — اگر تو بندۂ حق ہے تو لے برابر کام
رکھ اپنے کاموں میں شام و سحر خبرداری — مبادا جہل سے ہو جائیں سارے ابتر کام

بھروسا ذات الٰہی پہ چاہیے تجھکو
خدا سنواریگا از خود ہی تیرے سبھی کام

قیام تھا ترا پہلے کہاں نہیں معلوم — اب آ گیا ہے کہاں سے یہاں نہیں معلوم
ہے کیسا بھولا ہوا آدمی معاذ اللہ — کہ جسکو اپنا ہی پورا نشاں نہیں معلوم
نہ پہلے گھر کی خبر ہے کچھ اس مسافر کو — جہاں یہ جائیگا وہ بھی مکاں نہیں معلوم
کہاں سے آتے ہیں یہ قافلے خدا جانے — کہاں کو جاتے ہیں یہ کارواں نہیں معلوم
کہاں ہے تخت سلیمان و تاج اسکندر — کہاں ہے دولت نوشیرواں نہیں معلوم

مطلع

کدھر کو جسم سے جائیگی جاں نہیں معلوم — یہ خاک اڑ کے پھریگی کہاں نہیں معلوم
مریگا کون گھڑی تک رہیگا زندہ کون — کسیکو غیب کا یہ داستاں نہیں معلوم
یہ بندہ ذکر الٰہی کے واسطے دم بھر — ہلاتا کیوں نہیں اپنی زباں نہیں معلوم
کدھر گئے ہیں خدا جانے اڑ کے ہوش اسکے — اور عقل جاتی رہی ہے کہاں نہیں معلوم
عزیز وحدت و کثرت کا کیا مسئلہ ہے — کہ جسکا اہل زباں کو بیاں نہیں معلوم
نہ اسکے بھید سے واقف کوئی فرشتہ ہے — کسی بشر کو یہ راز نہاں نہیں معلوم

تم آج حال کی حالت میں خوش رہو مسرور
کہ کل کا حال کسیکو میاں نہیں معلوم

عزیز دنیا کا بےفائدہ ہے کھانا غم — کہ ہر ٹھکانے سے اسکا ہے بے ٹھکانا غم
کر اپنی فکر کہ ہو تیری تشکر دنیا کو — غم اپنا کھا کہ ترا کھائے سب زمانا غم
عزیز دنیا میں کم ہنسنا اور بہت رونا — گھٹانا اسکی خوشی دمبدم بڑھانا غم

ہر ایک طرح کا غم کھا کے جان غمگین کو
لگا نہ لینا برچھا دبہانا غم

رہا ہمیشہ ہی روتا یہ بندہ غمگین
گیا نہ دل سے کبھی اسکے یہ پرانا غم

جب اسکی روزی کا مقسوم آب و دانہ ہے
پھر اسکا کسلیئے کھاتا ہے مردوانا غم

غم عیال سے جی جیتے جی چھڑا لینا
اخیر گور مین لیکر نہ اُنکا جانا غم

خوشی نصیب ہے اُس خوش نصیب کی آخر
بوقت غم بھی غنیمت ہے جسنے جانا غم

فراخی تنگی سے ملتی ہے حق کے بندون کو
خوشی و عیش و مسرت کا ہی خزانا غم

خدا کے واسطے اس غم سے جان بچا لینا
نہ پینا خون جگر اپنا اور نہ کھانا غم

کبھی نہ ہوگا کسی غم مین مبتلا سرور
اگر خدا ہی کا رکھے کوئی لگانا غم

رہ راستی سے اُٹھامت قدم
ہے باقی ترا جب تلک دم مین دم

عبادت کا رکھ اسقدر سر پہ بار
کہ گردن رہے تیری سجدے مین خم

قدم ایسا رکھ راہ اخلاق پر
کہ دونون قدم اس جگہ جائین جم

رقم نام حق صفحۂ دل پر کر
نگون کرکے سر اپنا مثل قلم

ذرا کھول کر اپنی آنکھون کو دیکھ
عیان حق کا جلوہ ہے بدیر و حرم

گزارا نے دن عمر کے چندروز
باخلاق و آداب و لطف و کرم

مطلع

نرکھ دل مین کچھ مال و دولت کا غم
ملے بخش تجھکو کہین تاکہ کم

خبردار دنیا کی خاطر نہ ہو
مقید بزندان رنج و الم

کہان بندہ مولی کا پابند ہے
بزنجیر دینار و دام و درم

ہین دنیاے فانی کی سب لذتین
بظاہر لذیذ اور باطن مین سم

نہ بندہ خدا کا گنہگار رہو
ستم ہے ستم ہے ستم ہے ستم

نہ آئینگے بار دگر حشر تک — گئے جو مسافر بہ ملک عدم
تجھے ہر دم ای اہل دم چاہیے — توجہ بدل اور نظر بر قدم
نہ فکر و اندیشہ اولاد کا — نہ ہے مال کا تجھکو درکار غم
کہ ان سب کو اک روز چھوڑیگا تو — بصد حسرت و درد و رنج و الم

ردیف ن

سب ہوتے رہینگے زمانہ کے کام
نہونگے مگر سرور اسوقت ہم

فقط اکدم مین جو چاہین جناب کبریا کر دین — گدا کو شاہ کر دین شاہ کو فوراً گدا کر دین
جب آئین فضل کرنے پر خدا حاجت روا کر دین — فقیر بینوا کو لطف گنج بے بہا کر دین
اگر چاہین وہ خالق ذرہ کو شمس الضحیٰ کر دین — مہ نو کو بنور مکرمت بدر الدجیٰ کر دین
کرین جاری ہزارون قلزم فیض ایک قطرہ سے — بنا دین خاک کو اکسیر اور مس کو طلا کر دین
وہ پہونچا دین فلک پر پر لگا کر مور بے پر کو — مگس کو ایک دم مین شکل بدلا کر ہما کر دین
عجب کیا ہے اگر مردان حق اہل نظر ہوے — فقط نظرون مین خاک خاکساران کیمیا کر دین
اٹھا دین سینے کے آئینہ سے زنگار کلفت کا — بآب رحمت دل کی کدورت کو صفا کر دین
رہین گردن جھکا کر دم بخود جب صابر آئین — جب آئین پر دنے چلانے پہ اک محشر بپا کر دین
کرین مشکلکشائی وقت مشکل اہل مشکل کی — جنھین محتاج پائین انکا پورا مدعا کر دین
سبکساری ہے دنیا مین نصیب انکی حقیقت مین — خدا کا حق جو سر سے بندگان حق ادا کر دین
خدا کا وصل پائین جو کہ ہون مہجور دنیا سے — ملین حق سے وہی باطل کو جو حق سے جدا کر دین

باوصاف خدا موصوف انسان ہین وہی سرور
برائی جو کوئی ان سے کرے اسکا بھلا کر دین

سب کو ہے اس دار فانی مین بقا دو چار دن — بادشہ دو چار دن ہے اور گدا دو چار دن
چھوٹ جائینگے دم آخر اسیران جہان — رہیگے اس دام بلا مین مبتلا دو چار دن

بادشاہان زمانہ والیان مملکت   جائینگے سب نوبتین اپنی بجا دو چار دن
دوست اس دنیا کی سب دو چار دن کے دوست ہین   اور فقط یہ آشنا ہین آشنا دو چار دن
سبز ہے دو چار دن کے واسطے یہ سبزہ نما   گلشن عالم کو ہے نشو و نما دو چار دن

مطلع

عمر کے باقی جو ہین اسے بھیا دو چار دن   کھیل مین کر دیگا ضائع وہ بھی کیا دو چار دن
چھوڑ دے اب تو یہ فانی لذتین وقت اخیر   ذوق و شوق حق سے کر حاصل ذرا دو چار دن
خویش و بیگانہ بھلا دینگے تجھے مرنے کے بعد   ہان رہیگا باقی کچھ کچھ تذکرا دو چار دن
جان لے اس زندگانی مین غنیمت جان لے   جس طرح دو چار راتین گذرین یا دو چار دن
کٹ سکے جسطرح کاٹ اپنا زمانہ چندروز   خیر ہے گر لنگ مکین اپنے لنگا دو چار دن
عمر کے دن کرلے کچھ زیادہ اگر کرسکتا ہے   ہو بڑھا سکتا اگر اسپر بڑھا دو چار دن
وقت ہے محنت کا کر محنت خدا کی واسطے   کام کرلے اب ہے موقع کام کا دو چار دن
سیکڑون برسون کا استحکام کیون کرتا ہے تو   ہے قیام اس دار فانی مین ترا دو چار دن
بیخبر تو ابتدا سے خواب غفلت مین رہا   اب تو ہو بیدار وقت انتہا دو چار دن

مت کرو کچھ کام اسے سرور بغیر از بندگی
زندگی باقی اگر رکھے خدا دو چار دن

خدا کے نام سے نام اپنا ایسا کر روشن   ہو جیسے نیر خورشید ہر سحر روشن
بنور شمع محبت کر اپنا گھر روشن   کہ جس سے دیکھنے والون کی ہو نظر روشن
ابھی سے خانۂ تاریک گور کر روشن   کہ تیرے جانے سے اول ہو تیرا گھر روشن
یہ خاکی بندۂ بیکار بیکس و گمنام   ہوا ہے فضل سے مولا کے کسقدر روشن
بنا ہے ذرہ سے کیا آفتاب عالمتاب   ہوا ہے پانی کے قطرہ سے کیا گہر روشن
عزیز وقت سخاوت ہمیشہ رہتا ہے   سخی کا چہرۂ تابان بشکل زر روشن

جلا کے سینے کو روشن کرو کہ ہو اُس سے
ہر ایک داغ جگر صورت قمر روشن

وہ نور فیض کا کر اپنی ذات سے جاری
کہ ہووے سارا زمانہ ادھر اُدھر روشن

شمع کی طرح ہو پروانہ جلوہ گر شب کو
اگر ہوں جگنو کی مانند اُسکے پر روشن

نہ چھیڑ پھولوں کو دنیا کے باغ مین آکر
گلوں کو دیکھ کے کر دور سے نظر روشن

نظر نہ آئیگی کیا تجھکو صورت دلدار
ہو دل کا آئینہ سرور ہنر اگر روشن

عزیزو کونسی ہستی پہ نازان
ہے یہ ہر جانیوالا بندہ نادان

یہ تھا کیا چیز اس ہستی سے پہلے
کہا کرتا تھا اسکو کون انسان

نہ کان اسکے کھلے تھے اور نہ آنکھیں
نہ گویا تھی زبان گوہر افشان

نہ کچھ پہچان اس نادان کو تھی
نہ تھا کچھ جانتا یہ بندہ انجان

خدا نے اسکو اب انسان بنایا
کیا موجود سب ہستی کا سامان

بنا کر اسکو اک مٹی کا پتلا
تن بیجان مین اسکے ڈالدی جان

کہے بندہ بغیر از بندگی کار
ہے کب اسکو بھلا یہ بات شایان

بھروسا کیا ہے اسکی زندگی کا
کہ ہے دو روز کا دنیا مین مہمان

مطلع

فقط حق کو سمجھ اپنا نگہبان
بہر وقت و بہر حال و بہر آن

پھرا کرتا ہے کیون دنیا کی خاطر
پریشان خاطر و غمگین و حیران

خدا کا حکم اے اہل سلامت
بدل تسلیم کر اور بن مسلمان

خدا کے ڈر سے اپنی چشم تر سے
گہر برسا بشکل ابر نیسان

کرا اے ناشکر شکرانہ کا سجدہ
خداوند جہان کا مان احسان

نہ کھا چکر زمانہ مین نہ گھبرا
بوقت گردش گردون گردان

کہ رہتا ایک حالت پر نہیں ہے — ہمیشہ انقلابِ دورِ دوران

ردیف و — بنا اس حمد سے الحمد للہ
یہ سرور سر گروہ حمد خوانان

کوئی دن بستانِ عالم کا تماشا دیکھ لو — گلشنِ ہستی میں گل جیسے ہے اچھا دیکھ لو
پیار رکھو اس سے جسکو حق کا پیارا دیکھ لو — دوست سمجھو اسکو جسکو دوست پورا دیکھ لو
دیکھ لو صورت سے حسنِ صورتِ تصویر گر — نقش سے نقاش کی صورت کا نقشا دیکھ لو
سینے کے آئینہ سے سب کچھ نظر آ جائیگا — دیکھ لو جو دیکھنا ہے سیر سے مولیٰ دیکھ لو
دیکھنا چاہتے ہو گر واحد کی وحدت کا وجود — جلوہ گر ہر جا ہر سو کثرت کا جلوہ دیکھ لو
پرتو افگن بحر و بر پہ ہے وہ روشن آفتاب — قطرہ قطرہ دیکھ لو اور ذرہ ذرہ دیکھ لو
ہر جگہ موجود ہے وہ موجدِ ایجادِ خلق — کوچہ کوچہ خانہ خانہ گوشہ گوشہ دیکھ لو

مطلع

لفظ لفظ و حرف حرف و نقطہ نقطہ دیکھ لو — دفترِ ہستی پہ ہے لکھا ہوا کیا دیکھ لو
دشمنی اور دوستی پر کچھ نہ رکھو انحصار — چشمِ ہر انسان سے آؤ اسکو جیسا دیکھ لو
جلوۂ حق کو نہ سمجھو دیدۂ دل سے نہان — آنکھیں کھولو جس جگہ چاہو چمکتا دیکھ لو
غیر کے گھر ڈھونڈھنے پھر جاؤ اس اسرار کو — پہلے اپنے گھر اٹھا کر دل کا پردا دیکھ لو
روبرو آنکھوں کے جو کچھ ہو رہا ہے صبح و شام — قادرِ مطلق کی قدرت کا تماشا دیکھ لو

سر جھکا لو آنکھیں کر لو بند سرور بعد ازاں
عرش سے تا فرش جو کچھ چاہو سارا دیکھ لو

کسی گھر پر نہ جاؤ اور نہ کھٹکاؤ کسی در کو — پکارو وقتِ مشکل حضرتِ خلاق اکبر کو
اگر باری میں جاری الیسا رکھو دیدۂ تر کو — اگر دے ابر کو بے آبرو نا قسم سمندر کو
اگر حسنِ عمل کی شمع روشن گور کی خاطر — کرو آباد چراغِ بندگی سے دائمی گھر کو

خدا نے آدمی تجھکو بنایا آبرو بخشی — کیا روشن با نوارِ حقیقت تیری جوہر کو
طریقت کا بہت ٹیڑھا ہی رستہ اسمین پہلے سے — بنا لے رہنما اپنا کسی اچھے سے رہبر کو
بتان سنگدل کی شکل مت دیکھو مسلمانو — کرو اپنے خدا کی بندگی مت پوجو پتھر کو
الگ خالق سے خلقت کو تصور مت کرو دانا — نہ سمجھو تم جدا تصویر سے اُسکے مصور کو

مطلع

محبت کی اگر لگ جائین پر انسان بے پر کو — زمین سے چھٹ ہوا شوق مین اُڑ جای اوپر کو
خزانہ خاکساری کا نصیب خاکساران ہے — نہین غیر از ندامت کچھ بھی حاصل کیمیاگر کو
بجز قسمت کہان کامل کا ذریعہ کام دیتا ہی — کہ لایا خضر پیاسا آب حیوان سے سکندر کو
خدا نے اپنی عرفان کی خزانی جنکو بخشے ہین — نہ دولت کو وہ دولت جانتے ہین اور نہ زر زر کو

دھرو خاک ندامت پہ جبین اور کرلو خم گردن
بمحراب عبادت رکھو سر ور سرنگون سر کو

خدا کا بندۂ سالک سے راستہ پوچھو — اُسی سے منزل مقصود کا پتا پوچھو
ہر ایک وقت رہو مستعد عبادت پر — نہ وقت فجر کا پوچھو نہ ظہر کا پوچھو
سمجھ مین نکتہ وحدت کبھی نہ آئیگا — موحدون سے عزیزو یہ مسئلہ پوچھو
کسی سے درد محبت کی مت دوا پوچھو — تم اہل درد سے اسکا معالجہ پوچھو

مطلع

کرو نہ گفتگو دنیا کی اہل عرفان سے — خدا کے بندون سے جب پوچھو تم خدا پوچھو
ہی کون زیست پہ نازان یہ بندۂ نادان — عزیزو کھول کے اس سے یہ ماجرا پوچھو
نہ ابتدا کا ٹھکانا نہ انتہا کا ہے — ہے ایسی خاک کے پتلے کی اصل کیا پوچھو
خدا کی بندون کا شاید تمھین نشان ملجاے — کرو تلاش زمانہ مین جابجا پوچھو
جو چیز مانگنے کی ہے وہ شوق سے مانگو — جو بات پوچھنے کی ہو وہ برملا پوچھو

جو ذوق و شوق محبت مین مست رہتے ہین — انہین سے ذکر الٰہی کا ذائقہ پوچھو
وہ چاہے زندہ کرے یا کہ قتل کر ڈالے — تم اسکا کوئی سبب اور نہ ماجرا پوچھو

جب ایک مل گیا ہے پوچھتے تمکو اے سرور
اسی پہ ٹھہرے رہو پھر نہ دوسرا پوچھو

ڈھونڈھتا پھرتا ہی جسکو چار سو — حاضر و ناظر ہے تیرے روبرو
کھولکر آنکھین اگر دیکھیگا تو — حق تجھے فی الفور دکھلائیگا رو
پائیگا کب گنج عرفان بے تلاش — جستجو کر جستجو کر جستجو
دل کسی سے بھی بغیر از ذات حق — رکھ نہ کچھ دل مین بجز حق آرزو
بندۂ حق ہے اگر اے نیک نام — نیک و بد سے رکھ ہمیشہ نیک خو
دل سے تو دشمن کسی کا بھی نہ بن — تا کہ تیرا بھی نہو کوئی عدو
رکھ تعلق خاک سے اے خاکسار — تا نہو برباد تیری آبرو
سب کے گھر ہے ایک ہی روشن چراغ — ایک سورج جلوہ گر ہے چار سو
مت پھرو ماری طمع کی مت پھرو — جا بجا خانہ بخانہ کو بکو
غیر کے در پر نہ کر جا کر سوال — مانگ اپنے حق سے دل کی آرزو
جانا اس دنیا سے اے نامہ سیاہ — روبرو خالق کے ہو کر سرخرو
آج آب دیدۂ نمناک سے — دھو لو اپنے نامۂ اعمال کو
ظاہر و باطن رہو مشغول حق — فکر ہو دل مین زبان پر ذکر ہو
خالق اکبر کی بخشش سے نہو — نا امید اے بندۂ عاصی کبھو
کیونکہ لکھی ہے کلام اللہ مین — تیری بخشش کی سند لاتقنطو
ایسی محویت سے کر تو ذکر خدا — جس سے بنجائے زبان ہر ایک مو

فضل ربانی سے یہ کب ہے بعید

بخشے دولت سرور نادار کو

ڈھونڈھو حق کو زمین پر نہ آسمان ڈھونڈھو — خدا کو اسکی خدائی کے درمیان ڈھونڈھو

یہان ہی ہوگا کسی گوشہ مین نہان ڈھونڈھو — تلاش گھر مین کرو اپنا ہی مکان ڈھونڈھو

جہان سے آئی تھے تم پہلے وہ مکان ڈھونڈھو — پھر اُس جگہ کا جہان جاؤ گے نشان ڈھونڈھو

تمھارے پردۂ دل مین ہے دلربا مستور — جھکا کے گردن تسلیم سر بجان ڈھونڈھو

دکھائی دیتا ہے وہ چاند صاف مطلع پر — تم اپنی آنکھین ذرا کھولو اور میان ڈھونڈھو

اُسی کے نام سے روشن کرو نگین اپنا — اسی نشان سے پتا پاؤ اور نشان ڈھونڈھو

خدا ہے حاضر و ناظر تو تم کہان دیکھو — جو ہر جگہ پہ ہے حاضر اُسے کہان ڈھونڈھو

اُنھین گلو مین وہ گل ہوگا دیکھو گلشن کو — چمن چمن کی کرو سیر بوستان ڈھونڈھو

پتا لگاؤ لگا پورا سراغ جانان کا — قدم اُٹھاؤ یہان ڈھونڈھو اور وہان ڈھونڈھو

جہان مین کوچہ بکوچہ اُسے تلاش کرو — تمام دنیا مین گھر گھر مکان مکان ڈھونڈھو

ردیف	کرو تلاش مین غفلت نہ ایک دم سرور تم اسکو ڈھونڈھ سکو جتنا ہر زبان ڈھونڈھو	ھ

خلوص دل سے کرے بندگی اگر بندہ — خدا کے بندون مین ہوجائے نامور بندہ

نہ مال پلہ مین لے جائیگا نہ زر بندہ — عزیز و دنیا سے جائیگا جب گذر بندہ

نہ بھولے حضرت مولی کو لحظہ بھر بندہ — خدا کی بندگی پر باندھ لے کمر بندہ

پھرے گا کس لیے دنیا مین دربدر بندہ — خدا کے در سے بھلا جائیگا کدھر بندہ

کیون اپنی اصل پہ کرتا نہین نظر بندہ — مگر ہے آنکھون سے معذور بے بصر بندہ

کریگا ایک ہی دو دن مین جب سفر بندہ — یہان پہ بیٹھا ہے کیسے بنا کے گھر بندہ

خدا سے مانگے جو بندون سے بندہ مانگتا ہے — کہ ہے خدا ہی کے در کا فقیر ہر بندہ

گرے اگر نہ زمین پر ہوا کے صدمہ سے — اُڑے باوج کرامت لگا کے پر بندہ

کرے نہ عجز تو پھر کیا کرے یہ بندۂ زار
ضعیف کتنا ہے عاجز ہے کسقدر بندہ

بغیر مانگے بھی دیتا ہے وہ خدای کریم
ہمیشہ کرتا ہے کیون اتنا شور و شر بندہ

خدا کو چھوڑ کے ہوتا ہے بندونکا محتاج
یہ کیسا عقل سے خالی ہے بیخبر بندہ

خدا کے سامنے پھیلائے ہاتھ حاجت کے
خدا کے روبرو جا کر جھکائے سر بندہ

سرائے دہر سے چلدیگا قافلہ سارا
کوئی نہ آئیگا پھر اسجگہ نظر بندہ

رکھ ایسا بندون سے خلق و محبت اے سرور
کہ تجھکو یاد کرے بعد مرگ ہر بندہ

خدا پہ رکھتا ہے ہر صاحب یقین تکیہ
کہ اُسکا حق کے سوا کوئی بھی نہین تکیہ

فقیر مولی کے خانہ بدوش رہتے ہین
نہ اُنکا کوئی مکان ہے نہ ہی کہین تکیہ

وہ بیٹھ جاتے ہین جس جا پھر نہین اُٹھتے
وہین مقام بنا لیتے ہین وہین تکیہ

نہ فرش کی ہی ضرورت نہ حاجت قالین
نہ چاہتے ہین وہ مسند نہ نازنین تکیہ

نہ بالاخانہ کی خواہش نہ آرزو گھر کی
کہ کافی اُنکے لیے ہے فقط زمین تکیہ

عجب ہے صاحب حق کا بھروسا باطل پر
غضب ہے دنیا پہ کرلے گر اہل دین تکیہ

مکان عالم فانی ہے ایسا بے بنیاد
کہ اُسپہ کر نہین سکتا کوئی مکین تکیہ

نہ اپنے مال پہ رکھے تسلی صاحب مال
نہ اپنے حسن پہ باندھے کوئی حسین تکیہ

پیادہ پھرتے ہین وہ آج دربدر جو لوگ
لگا کے بیٹھتے تھے کل بہ پشت زین تکیہ

پکڑ کے تجھکو اُٹھاوینگے جبکہ مسند سے
سنبھال لیگا کوئی اور جانشین تکیہ

نہوگا بندون کا محتاج دار دنیا مین
اگر خدا ہی پہ رکھے یہ کمترین تکیہ

گذرنے والا زمانہ ہے عمر کا اسپر
نہ کرکے بیٹھنا اے سرور حزین تکیہ

ہمیشہ جسکا رکھتا ہے خداوند جہان پردہ
کوئی بدخواہ اُسکا کھول سکتا ہی کہان پردہ

نہین رکھتی کسی عاشق کا چشم خونفشان پردہ — کہ ہو جاتا ہے اس سے پردہ دل کا عیان پردہ
جو لے پردہ ملے پھر کیا ضرورت ہو وہان پردہ — مہ تابان پہ ہے کیا فائدہ اے مہربان پردہ
زمانہ مین نہین رکھتا کسی کا آسمان پردہ — رخ گل پر بھلا کب ڈالتا ہے باغبان پردہ
اگر ہے طالب دیدار کر فی الفور دور اسکو — پڑا رہتا ہے آنکھون پر تیری جو ہر زمان پردہ
گنہ کرتا ہے کھل کھل کر اگرچہ بندہ عاصی — مگر ستار آ سپر ڈالتے ہین ہر زمان پردہ
وجود خلق سے روشن ہے نور خالق اکبر — مگر رکھتا ہے اپنے جسم سے بھی مثل جان پردہ
بگڑ جائے نہ تیری آبرو اے بندہ خاکی — نہ اٹھ جائے رخ شرم و حیا سے ناگہان پردہ
مصور صاف آجائے نظر ہر ایک صورت سے — اگر اٹھ جائے جو حائل ہے اسکے درمیان پردہ
اگرچہ اسکے ہین پردہ سی باہر بھی عیان جلوہ — یہ ہے منظور اس پردہ نشین کو ہر زمان پردہ

چھپا رکھ اپنے دل مین سرور اسرار وحدت کے
وگرنہ کھولدیگی پول کر تیری زبان پردہ

بنا اپنے سینہ کو روشن نگینہ — کہ مانند آئینہ ہو صاف سینہ
خدا کا تصور فقط دل مین رکھلے — کہ سینہ ہے معرفت کا خزینہ
غنیمت سمجھ جب تلک زندگی ہے — کوئی دن کوئی سال کوئی مہینہ
کیا کرتا ہے کسلئے بن کے ناوان [?] — کمی بندگی مین یہ بندہ کمینہ
کسی سے کدورت نہ لا اپنے دل پہ — کسی سے نہ رکھ بغض دل مین نہ کینہ
طمع مت بڑھا دار فانی مین آکر — نہ رکھ جمع دولت کا گھر مین خزینہ
مبادا کہ زیر زمین چھوڑ جائے — یہ گنجینہ اور سیم و زر کا خزینہ
حقیقت مین فانی سرای جہان مین — فقط آنا جانا ہے اور مرنا جینا
بہت اونچی منزل ہے قرب خدا کی — بنا اسکے چڑھنے کو عرفان کا زینہ
فقط قبلہ و کعبہ جان اپنے دل کو — اسی کو سمجھ اپنا مکہ مدینہ

وہ کیوں غرق گرداب بحر فنا ہو / بنالے جو حسن عمل کا سفینہ

ردیف	کبھی ذکر ہے دن کی روزی کا ہر دور کبھی تجھکو ہے فکر نان شبینہ	ی

کسجگہ جانے وہ عالی خاندان جاتے رہے / جن کے اب دنیا سے ہیں نام و نشان جاتے رہے

جتنے آئے نامداران جہان جاتے رہے / چھوڑکر اپنا وہ سب ملک و مکان جاتے رہے

اس چمن سے اڑگئے جتنے تھے مرغان چمن / گرپڑے سارے درخت اور آشیان جاتے رہے

آنے جانے کا ہمیشہ راستہ جاری رہا / قافلے آتے رہے اور کاروان جاتے رہے

ہم بھی آئے تھے جہان سے پہلے خلقت آئی تھی / ہم بھی وان جائینگے وہ پہلے جہان جاتے رہے

حرص کے مارے عبث پھرتے رہے ہم چارسو / ساتھ قسمت لیگئے اپنی جہان جاتے رہے

مطلع

اب کہان وہ اپنے ہم مجلس جوان جاتے رہے / کل جو بیٹھے تھے وہ آج اٹھکر کہان جاتے رہے

روز دکھلاتے جو تھے چہرہ ہمین مانند ماہ / آہ کس گوشہ مین اب وہ مہربان جاتے رہے

ٹھہرنے کوئی نہین پاتا سرائے دہر مین / جو مسافر اس جگہ آئے وہان جاتے رہے

ہو چکا سرو رسخن گوئی کا پورا خاتمہ / جب زبان آور مصنف نکتہ دان جاتے رہے

آدمی ہوکر اگر ہوجائے حیوان آدمی / خاک کا پتلا فقط ہے ایسا نادان آدمی

آدمی گرچہ ہزارون آدمی کہلاتے ہین / آدمیت جسمین ہو ہے اصل انسان آدمی

آدمی کا ہے فرشتون سے بھی اونچا مرتبہ / فی الحقیقت تھا اسی عزت کی شایان آدمی

جسم سے لیجائینگے فوراً فرشتے جان نکال / دیکھتے رہ جائینگے لاکھون نگہبان آدمی

مرکے طے جب تک طریقت کا کرلے راستہ / قرب حق تک کب پہونچ سکتا ہے آسان آدمی

کسلیے اس رازق روزی رسان کو بھول کے / رزق کے خاطر پھرا کرتا ہے حیران آدمی

پہلے بھی یہ خاک تھا اب خاک ہی پھر ہوگا خاک
پھر بھلا ہے کون سی عزت پہ نازان آدمی

اپنی اصلیت سے فی الفور آجائے نظر
ڈالکر دیکھے اگر سر در گریبان آدمی

لاکھون اپنے ساتھ لیجائیگا انسان حسرتین
وقت رحلت سینکڑون کھائیگا ارمان آدمی

آئے جائے جب تلک دم آدمی ہے اسکا نام
پھر نہین کہنے کا اسکو کوئی انسان آدمی

سر جھکاتے ہین خدا کو دام و دد وحش و طیور
بندگی کرتے ہین حق کی حور و غلمان آدمی

ملکے کر بندون سے حق کی بندگی شام و سحر
بن مسلمان تو نہین تو بھی اک مسلمان آدمی

باندھکر لیجائیگا کیا سر پہ اس انبار کو
جمع کیون کرتا ہے سرور اتنے سامان آدمی

برا نہ باقی رہیگا نہ اور بھلا باقی
جہان فانی مین رہجائیگا خدا باقی

نہ اولیا رہے باقی نہ انبیا باقی
بس ایک رہ گئی وہ ذات کبریا باقی

یہان جو آیا ہے چلدیگا چار دن رہکر
نہ ایک باقی رہیگا نہ دوسرا باقی

ہمیشہ رہتا ہے وہ زندہ خضر کی مانند
ہے جسکا نام زمانہ مین رہگیا باقی

نہ آدمی نہ فرشتہ نہ جن نہ وحش نہ طیر
رہیگا عالم فانی مین انتہا باقی

مطلع

خدا کی آج ہی جتنی ہے کر ادا باقی
کہ دینے آئے نہ کل کو ذرا ذرا باقی

حساب پاک کر اپنا حساب والون کا
کہ لینے دینے کی ہوجائے سب صفا باقی

نہ باقی جتنے ہین دم جائینگے گزر جسدم
پھر ایسے حال مین تجھسے رہیگی کیا باقی

ہر ایک بندہ سے اب پورا تصفیہ کرلو
کہ رہ نجائے کسیکا کوئی گلا باقی

بحال بیکسی افسوس دار فانی مین
نہ یار باقی ہے اپنا نہ آشنا باقی

خدا سے پوری مرادین طلب کرے اے نادان
کہ رہ نجائے کوئی تیرا مدعا باقی

بھلائی ایسی بھلا بن کے کر زمانہ مین
کہ تیرے بعد بھی رہجائے وہ بھلا باقی

جھکا لے سجدہ میں جب تک ہے اپنا سر سرور
ہلا لے کام میں جب تک ہیں دست و پا باقی

گذری کچھ تکلیف میں یا گذری اچھی زندگی
ہر طرح کٹ جاتی ہے اس آدمی کی زندگی

مرگ کا اندیشہ پھر کیا رہ گیا باقی اُسے
جسکی گذری طاعت مولیٰ میں پوری زندگی

مرنے سے پہلے ہی مرجاتا ہے مرد زندہ دل
کچھ بھی کار آمد نہیں ہے اُسکو اسکی زندگی

کشتۂ تیغ محبت زندۂ جاوید ہے
کسکی ہے قسمت میں ایسی مرگ ایسی زندگی

رزق دیگا آدمی کو کیا نہ وہ روزی رسان
جسنے اپنے فضل سے ہے اُسکو بخشی زندگی

زیست ہے وہ زیست جو کٹ جائے حق کی یاد میں
باقی اسکی کالعدم ہستی ہے فانی زندگی

عاشق جانباز ہرگز مرگ سے ڈرتا نہیں
بلکہ اسکو مرنے سے حاصل ہوگئی زندگی

آجکل جو مر گیا اچھا ہوا غم سے چھٹا
گویا خالق سے دوبارہ اسنے پائی زندگی

زندہ تا روز قیامت اپنا رکھ دنیا میں نام
کاٹ لے زندہ ولی کے ساتھ اپنی زندگی

بندۂ مقبول کہلائیگا حق کے روبرو
بندگی میں گر گذر جائیگی تیری زندگی

سرورا افسوس صد افسوس تیرے حال پر
کھیل میں برباد کردی تونے ساری زندگی

ہاتھ پھیلائے رہو ہر دم دعا کیواسطے
اور کھلی رکھو زبان حمد و ثنا کیواسطے

کس لیے رکھتا ہے خویش اور اقربا کیواسطے
سر سپر دے ڈال مال اپنا خدا کیواسطے

عالم ایجاد میں آیا ہے تو اے خاکسار
بندگی و انکسار و التجا کے واسطے

خاکساری سے ہمیشہ سونا بنجاتی ہے خاک
کیا مجرب ہے یہ نسخہ کیمیا کیواسطے

اپنے جانان کیلیے فی الفور کردے جان نثار
ترک کر دل کی محبت دلربا کیواسطے

مطلع

راضی رکھ خلقت کو خالق کی رضا کیواسطے
دوستی کر حق کے بندوں سے خدا کیواسطے

غم میں کیوں دنیا کی خاطر مبتلا ہوتا ہے تو
بے اجل مرتا ہے کیوں اس بے وفا کے واسطے

فکر کر بہر خدا آغاز میں انجام کا
سوچ کر لے ابتدا میں انتہا کے واسطے

درد دل کے واسطے ایسا مسیحا کر تلاش
ایک دم جسکا دوا ہو لا دوا کے واسطے

جائے دروازے پہ خلقت کے خدا کو چھوڑ کر
کب مناسب ہے بھلا اس بے نوا کے واسطے

ایک ہی گھر بس ہے اس سکیں سوالی کے لیے
ایک در کافی ہے اس عاجز گدا کے واسطے

رات دن دنیا ہے دون کے واسطے محنت کرے
ہے یہ مشکل سرور بیدست و پا کے واسطے

غیر کو چھوڑ اگر حق کی رضا چاہتا ہے
بھاگ بندوں سے اگر قرب خدا چاہتا ہے

صاف کر سینہ اگر صدق و صفا چاہتا ہے
مل بھلے لوگوں سے گر اپنا بھلا چاہتا ہے

دولت اور مال سے گنجینہ بھرا چاہتا ہے
بندہ ناچیز بھی کچھ چیز بنا چاہتا ہے

جو کوئی حضرت مولی کو ملا چاہتا ہے
رہتا ان بندوں کی صحبت سے جدا چاہتا ہے

ہر کوئی دنیا کی پھندے میں پھنسا چاہتا ہے
مبتلا دام مصیبت میں ہوا چاہتا ہے

لذتیں دنیا کی لذت نہیں دیتیں اسکو
جو کوئی حق کی عبادت کا مزا چاہتا ہے

عمر کے گھر کی ہے بنیاد نکلنے والی
بس کسی روز میں یہ قصر گرا چاہتا ہے

عزم ہیں بندہ بیکار کے سارے بیکار
کام ہوتا ہے وہی جو کہ خدا چاہتا ہے

درد دل عاشق بیدرد کو کیوں کہتا ہے
ایسے بیمار سے کیوں اپنی دوا چاہتا ہے

تو بھی کہلاتا ہے بندہ و نہیں خدا کا بندہ
افتخار اس سے زیادہ بھلا کیا چاہتا ہے

جان لینے کو کھڑی موت ہے سرور سر پر
دم اخیر اپنا کوئی دم میں ہوا چاہتا ہے

سرافرازی بدرگاہ الہی اسنے پائی ہے
بخاک عجز رکھا جسنے سر گردن جھکائی ہے

نہ قائم تاج سرداری نہ تخت بادشاہی ہے
خدا موجود ہے ہر وقت اور اسکی خدائی ہے

بلا کہ مال و دولت آج عزت جسنے پائی ہے
عوض اعزاز کے آخر کو ذلت ہی اٹھائی ہے

اخیر ان و شان کج ادا کا کج ادائی ہے
ہے دو دن کی محبت چار دن کی آشنائی ہے

نہ ہو مغرور دولت پر کہ ہے یہ مال بیگانہ
بھروسا کر نہ دنیا پر کہ یہ دولت پرائی ہے

عجب نقاش ہے جسنے ہزاروں نقش لکھے ہیں
ہے اچھا وہ مصور جسنے یہ صورت بنائی ہے

زمانے پر خدا کے فضل کا بادل برستا ہے
برابر سر زمین پر یہ گھٹا رحمت کی چھائی ہے

مصفا گرچہ صورت آج کل کے دوستوں کی ہے
مگر باطن میں دیکھو تو محبت کی صفائی ہے

غرور اس بندۂ ناچیز کا کیوں بڑھتا جاتا ہے
کہ عجز اور خاکساری خاکساروں کی بڑائی ہے

وہی پھنستا ہے قسمت جسکی بد ہے اس تعلق میں
گرفتار اسمیں وہ ہوتا ہے شامت جسکی آئی ہے

الٰہی نفس اور شیطان ستم مسرور یہ کرتے ہیں
دہائی ہے دہائی ہے دہائی ہے دہائی ہے

نہ نکلیگی چمن سے عندلیب زار جیتے جی
بھلا از خود کہاں چھوڑیگی وہ گلزار جیتے جی

یہ جھگڑے چھٹنے ہیں کر ڈال ختم ای یار جیتے جی
کبھی بڑھنے نہ دی ناحق کی یہ تکرار جیتے جی

کسی سے بھی نہ رکھ مطلب بغیر از یار جیتے جی
کسی کا منہ نہ دیکھے اے طالب دیدار جیتے جی

کیا کر کام اک دم بھی نہ ہو بیکار جیتے جی
بخیریت گذارنے یہ دن دو چار جیتے جی

حقیقت میں کڑی زنجیر زنجیر تعلق ہے
نہیں پاتا رہائی جس سے دنیا دار جیتے جی

دکھاتا ہے ہمیشہ راستبازان محبت کو
بہت سی بازیاں یہ چرخ کج رفتار جیتے جی

تجھے ہے ای مسلمان ترک کر رشتہ تعلق کا
اتارا سے مرد ناحق گردن سے یہ زنار جیتے جی

کوئی ملنے نہیں آئیگا بعد از مرگ جب تجھکو
کوئی دم ہے غنیمت صحبت دلدار جیتے جی

مبادا مار دے تجھکو مرض مہلک محبت کا
کچھ اسکا آپ کر لے چارہ ای بیمار جیتے جی

بہت کی جستجو اس دار ناپرسا میں ہمدردی
ملا اسکو نہ کوئی محرم اسرار جیتے جی

طمع کی کیسی جاری ہو بیماری
کہ جاتی ہی نہین ہے عمر ساری

ہوا کیا گر بنا ہے بندہ زار
کروڑی لکھپتی یا صد ہزاری

اٹھا کر ساتھ کیا لیجاینگا وہ
سفر کے وقت دولت اپنی ساری

نہ رہ جاینگا باقی فقر و فاقہ
نہ تخت و ملک و تاج شہریاری

یہ سارے خود بخود ٹوٹینگے پیوند
کہ ہی نازک بہت یہ رشتہ داری

ہوا و حرص مین ناحق عزیزو
یہان پھرتی ہے خلقت ماری ماری

خدا دیتا ہے ہر فریادی کی داد
خدا ہر ایک کی سنتا ہے زاری

اگر بندہ ہے تو بندہ خدا کا
ادا کر سب حق خدمت گزاری

نکر سستی خدا کی بندگی مین
نہو ایسے ہو خفا خدمت سے عاری

رہو شیر و شکر ہر نیک و بد سے
بخلق و خوبی و نیکو شعاری

کسی سے بھی ترش رو ہو کہ مت بول
طبیعت رکھ نہ ہر گز اپنی کھاری

غزل ایک اور بھی لکھ ایسی جعفر
کہ خوش ہو پڑھ کے جسکو خلق ساری

ہمیشہ کر جناب حق مین زاری
کہ تیری آبرو ہے خاکساری

عبث ہے بر خلاف حکم تقدیر
یہ بے چینی تری اور بیقراری

جناب حق جو چاہیگا کریگا
وہی ہوگا جو ہوگا حکم باری

جو ہین اہل غرض انکا نہ بن دوست
کہ لا حاصل ہے ان یارونکی یاری

نہ ہلکا ہو کسیکے گھر مین جا کر
کہ اپنی ہی جگہ پتھر ہے بھاری

کیا کیا بیہوشی کا تونے یہ کام
کہ ساری عمر غفلت مین گذاری

چلی جاتی ہے خلقت جسطرح سے
تری بھی آئیگی اک روز باری

کر ایسا کام کار آمد کہ جس سے
ترے ہر فیض کا چشمہ ہو جاری

کدورت دلکی وہ دھو ڈالتی ہین
ہو جن آنکھونکی عادت اشکباری

خزان جب ناگہان ہوگی نمودار
اڑیگی اس چمن کی خاک ساری

کہان اسوقت بلبل اور کہان گل
کجا بستان کجا باد بہاری

جو درد دل سے ناواقف ہو سرور
وہ کیا جانے طریق جان نثاری

رحلت اس دنیا سے دنیا دار جب کر جائینگے
سر پہ اورون کے وہی بار الم دھر جائینگے

باندھکر دنیا سے جب ہم اپنا بستر جائینگے
لیکے انبار عمل ہو اپنے سر پر جائینگے

جتنے اس دنیا مین آئے ہین وہ آخر جائینگے
جتنے پیدا ہو چکے ہین ایکدن مر جائینگے

حکم رہنے کا نہین فانی سراے دہر مین
اس جگہ جتنے مسافر ہین سفر کر جائینگے

ایکدن سوی وطن چل دینگے ساری ذوفنون
آخرالامر اپنے گھر پہ بے گھر جائینگے

فی الحقیقت جو کہ ہین دروازہ حق کے فقیر
مانگنے کو غیر کے گھر پر وہ کیونکر جائینگے

جمع کیا کر لینگے آخر یہ حریصان جہان
مانگنے کو گرچہ وہ نادار گھر گھر جائینگے

خالی آیا تھا تو جس صورت سے خالی جائیگا
گرچہ دولت کے خزانے سیکڑون بھر جائینگے

کار بد سے خوف کھا جائینگے مردان خدا
جب کہ پچھلے انھین یاد آئینگے ڈر جائینگے

یہ حریصان جہان و بندگان خاک زاد
باندھکر پلے مین کیا دنیا سے ٹھیکر جائینگے

سخت پچھتائینگے دولتمند مرنیکے قریب
جب یہان سب چھوڑ کر گنجینۂ زر جائینگے

دست خالی روسیہ نادم سراپا شرمسار
لیکے کیا ہم روبرو خالق کے سرور جائینگے

مسدس

نہ اولیا سے طلب کہ نہ انبیا سے مانگ
نہ ہو فقیر کا طالب نہ بادشا سے مانگ

نہ مانگ یار سے مطلب نہ آشنا سے مانگ
نہ اپنے خویش سے مانگ اور نہ اقربا سے مانگ

مراد اپنی خداوند کبریا سے مانگ

جو سب کو دیتا ہی تو بھی اُسی خدا سی مانگ

ہوا و حرص کو زیادہ بڑھا کے کیا لیگا — تمام دنیا میں ذلت اوٹھا کے کیا لیگا
جہان میں آبرو اپنی گنوا کے کیا لے گا — کہیں جو مانگنے جائیگا جا کے کیا لیگا

مرادیں اپنی خداوند کبریا سے مانگ
جو سبکو دیتا ہے تو بھی اُسی خدا سی مانگ

پکار غافل اکبر کے در پہ شام و سحر — خدا بغیر کسی پر نہ کچھ بھروسا کر
جھکا کے کعبۂ مقصود دین و دنیا سر — اُٹھا کے ہاتھ بعجز و نیاز و دیدۂ تر

مرادیں اپنی خداوند کبریا سے مانگ
جو سبکو دیتا ہی تو بھی اُسی خدا سے مانگ

تجھے ہی مانگنا بندوں سے محض لا حاصل — کہ اُن سے کچھ بھی نہیں رنج کے سوا حاصل
نہ مطلب اُن سے ہے حاصل نہ مدعا حاصل — جو ہینگے آپ ہی محتاج اُنسے کیا حاصل

مرادیں اپنی خداوند کبریا سے مانگ
جو سبکو دیتا ہی تو بھی اُسی خدا سی مانگ

نہیں ہے خیر کی امید جب کسی گھر سے — نہ آس ٹکڑے کی ملنے کی ہو کسی در سے
نہ ہے مدد کی توقع کسی برادر سے — طلب کر اپنے مطالب خدا سے اکبر سے

مرادیں اپنی خداوند کبریا سے مانگ
جو سبکو دیتا ہی تو بھی اُسی خدا سی مانگ

نہ بول اُس سے جو ٹیڑھی ادا کا بندہ ہے — نہ لو کچھ اُس سے فقط جو ریا کا بندہ ہے
نہ مانگ اُس سے جو حرص و ہوا کا بندہ ہے — اگر تو صابر و شاکر خدا کا بندہ ہے

مرادیں اپنی خداوند کبریا سے مانگ
جو سبکو دیتا ہی تو بھی اُسی خدا سی مانگ

بصبر و شکر رہو دم بخود فغاں مت کر — کسیکے روبرو راز نہاں عیاں مت کر
ذلیل اپنے کو پیش برادراں مت کر — کسیکے سامنے حاجت کوئی بیاں مت کر

مرادیں اپنی خداوند کبریا سے مانگ
جو سبکو دیتا ہے تو بھی اسی خدا سے مانگ

تمام دنیا میں لیتے ہیں جس سے سب مطلب — جسے پکارتے ہیں سب پڑی ہے جب مطلب
جو دے ہے صاحب مطلب کو ہر طلب مطلب — جو پورا ہی کرتا ہے طالبکے ہر سبب مطلب

مرادیں اپنی خداوند کبریا سے مانگ
جو سبکو دیتا ہے تو بھی اسی خدا سے مانگ

طلب کر حق کی حقیقت کا راستہ حق سے — سوالی ہیں سبکے تو مانگ اپنا مدعا حق سے
ہر ایک بات میں امداد لے سدا حق سے — ہر ایک کام کی خاطر کر التجا حق سے

مرادیں اپنی خداوند کبریا سے مانگ
جو سبکو دیتا ہے تو بھی اسی خدا سے مانگ

بھلا تو کس لیے غیروں کے در پہ جاتا ہے — اور اپنی حالت ابتر انھیں سناتا ہے
یہ داغ اپنی شرافت کو کیوں لگاتا ہے — یہ بار سر پہ ندامت کا کیوں اٹھاتا ہے

مرادیں اپنی خداوند کبریا سے مانگ
جو سبکو دیتا ہے تو بھی اسی خدا سے مانگ

دعا میں دست تضرع بڑھا کے اے سرور — نہایت عجز سے گردن جھکا کے اے سرور
غریب بندوں کی صورت بنا کے اے سرور — خیال غیروں کا دل سے اٹھا کے اے سرور

مرادیں اپنی خداوند کبریا سے مانگ
جو سبکو دیتا ہے تو بھی اسی خدا سے مانگ

مخمس بر غزل مصنف

باب کاخ زندگانی ہے کھلا دو چار دن — خانۂ ہستی کی ہے قائم بنا دو چار دن
ہے بھروسا اسکے استحکام کا دو چار دن — سبکو ہے اس دار فانی مین بقا دو چار دن
بادشہ دو چار دن ہے اور گدا دو چار دن

ایک دن یہ بے وطن سوئے وطن ہونگے روان — عرش پر یہ لامکان جا کر بنا لینگے مکان
مخلصی پائینگے قید بندگی سے تیرگان — چھوٹ جائینگے دم آخر اسیران جہان
رہ گئے اس دام بلا مین مبتلا دو چار دن

کارفرمایان عالم حاکمان معدلت — سروران ملک سرداران عالی منزلت
سرفرازان جہان مسند نشین مکرمت — بادشاہان زمانہ والیان مملکت
جائینگے سب تو ہین اپنی بجا دو چار دن

یہ منافق یار مطلب دوست کنکے دوست ہین — کون ہے وہ لوگ ہین یہ لوگ جنکے دوست ہین
فی الحقیقت حق کو دشمن ہین جو انکے دوست ہین — دوستان دنیا کے سب دو چار دنکے دوست ہین
اور فقط ہین آشنا یہ آشنا دو چار دن

تھوڑی مدت کیلیے روشن ہے یہ روشن چراغ — ہے جھلکتا ایک دم کیلیے گل کا ایاغ
عندلیب زار کا کیسا ہے اب دیجا دماغ — سبز ہے دو چار دن کیواسطے یہ سبز باغ
گلشن عالم کو ہے نشو و نما دو چار دن

عمر بھر کرتا رہا دنیا کو تو زیر و زبر — مغتنیں کرتا رہا مرتا رہا شام و سحر
اب بھی غفلت چھوڑ کر خوف خدا کچھ دل مین کر — عمر کے باقی جو ہین دو چار دن اے بیخبر
کھیل مین کر دیگا ضائع وہ بھی کیا دو چار دن

گاہ تو برنا بنا دنیا مین آکر گاہ پیر — گاہ مفلس نام پایا گاہ کہلایا امیر
گاہ شکر ڈھونڈھتا پھرتا رہا تھا گاہ خیر — چھوڑ دے اب تو یہ فانی لذتین وقت اخیر
ذوق و شوق حق سے کر حاصل مزا دو چار دن

جنکی خاطر جان پر لیتا ہے صدمے صبح و شام — رات دن خواب و خور و آرام ہے تجھ پر حرام
یکقلم یہ لوگ تجھکو بھول جائینگے تمام — پیٹھ پیچھے کوئی لیوے گا نہین پھر تیرا نام

ہان رہیگا باقی کچھ تذکرہ دو چار دن

ہے محبت مال و دولت کی عبث پہچان لے — چار دن دنیا مین گذرین جسطرح گذران لے
مان لے کہنا مرا ہے مردنا دان مان لے — جان لے اس زندگانی مین غنیمت جان لے

جسطرح دو چار راتین گذرین یا دو چار دن

سب سے رکھ اپنا تعلق دوستانہ چند روز — خانۂ دنیا مین رکھ آباد خانہ چند روز
زندگی جب تک رہے کھا آب و دانہ چند روز — کٹ سکے جسطرح کاٹ اپنا زمانہ چند روز

خیر سے گر لنگ سکین اپنے لنگھا دو چار دن

برخلاف حق قدم دھر آگے گر دھر سکتا ہے — کر اگر کچھ خالی کر سکتا ہے یا بھر سکتا ہے
مرگ کے آنے سے پہلے مر اگر مر سکتا ہے — عمر کے دن کر لے کچھ زیادہ اگر کر سکتا ہے

ہے بڑھا سکتا اگر اسپر بڑھا دو چار دن

اب تو بندہ ونکی بدل صورت خدا کے واسطے — بندگی کر اور بڑھا عزت خدا کے واسطے
پہلوان بن ہار مت ہمت خدا کے واسطے — وقت ہے محنت کا کر محنت خدا کے واسطے

کام کر لے اب ہے موقع کام کا دو چار دن

یہ عمارت بنتی صبح و شام ہے کس واسطے — ہوتا سرگرمی سے اسکا کام ہے کس واسطے
اسطرح کی پختگی اے خام ہے کس واسطے — سیکڑون برسون کا استحکام ہے کس واسطے

ہے قیام اس دار فانی مین ترا دو چار دن

جب سے تو آیا ہے ناحق کی مصیبت مین رہا — مبتلا صبح و مسا خواری و ذلت مین رہا
غم مین دنیا کے رہا یا فکر دولت مین رہا — بیخبر تو ابتدا سے خواب غفلت مین رہا

اب تو ہو بیدار وقت انتہا دو چار دن

عمر جو غفلت مین گذری ہو گئی گذری ہوئی
تا قیامت پھر نہین ملنے کی وہ تجھکو کبھی
اب یہی بہتر ہے آیندہ کہ اپنے جیتے جی
کرندامت کچھ کام اسے سرور بغیراز بندگی
زندگی باقی اگر رکھے خدا دو چار دن

مخمس بر غزل مصنف

پہلے کب لوح و قلم ارض و سما موجود تھا
کب یہ خاک و آتش و آب و ہوا موجود تھا
کب کسیکا ابتدا و انتہا موجود تھا
جب نہ تھا یہ عالم ایجاد کیا موجود تھا
پردہ وار پردہ وحدت خدا موجود تھا

رہتا تھا خاک ثنا مست پر جھکا جب دم قلم
سر بسر لکھنے سے تھا نا آشنا جب دم قلم
چل نہین سکتا تھا کاغذ پر صفا جب دم قلم
صفحۂ ایجاد پر جاری نہ تھا جب دم قلم
سب کا نقشہ لوح قدرت پر لکھا موجود تھا

تھا کہاں اول ملائک حور و غلمان کا ظہور
کس جگہ تھا وحش و طیر و جن و انسان کا ظہور
عالم امکان مین کب تھا جسم اور جان کا ظہور
سب کے آنے سے یہان پہلے تھا جانان کا ظہور
دل نہ تھا موجود لیکن دلربا موجود تھا

کیون نہ پایا اُسکو جو خانہ نشین تھا بے گھر
کیون نہ پکڑا اُسکو جو شہ رگ سے تھا نزدیک تر
کیون چھپایا اُسکو جو ہر جا پہ تھا جلوہ گر
کیون نہ کی اُس حاضر و ناظر پہ انسان نے نظر
کیون نہ دیکھا اسکو جو ہر ایک جا موجود تھا

حق کے ذوق و شوق سے جسنے اُٹھائین لذتین
پھر نہین دنیا کی اُسکو یاد آئین لذتین
لذتون پر اُسکو مین حق نے بڑھائین لذتین
ابتدا سے یاد حق سے جسنے پائین لذتین
انتہا تک برزبان اُسکی مزا موجود تھا

جب تلک سلطان ہا فرمانده روی زمین
اور رہا اہل نگین کا جب تلک جاری نگین
اپنے گوشہ مین رہا جب تک گدا گوشہ نشین
جبتک ان شاقی مکانون مین رہا انسان مکین

ہر گھڑی پیک اجل سر پر کھڑا موجود تھا

ہوگا کیا گر بادشہ کہلائیگا اے بےخبر
ملک و دولت پر تسلط پائیگا اے بےخبر
شان و شوکت چار دن کہلائیگا اے بےخبر
ساتھ کیا لیجائیگا جب جائیگا اے بےخبر
آیا تھا جس وقت تیرے پاس کیا موجود تھا

کیون نہ پوچھا راز پنہان تو نے اپنے آپ سے
کیون نہ دیکھا روی جانان تو نے اپنے آپ سے
کیون نہ ڈھونڈا نور عرفان تو نے اپنے آپ سے
کیون نہ پایا فیض یزدان تو نے اپنے آپ سے
تیرے خود گھر مین یہ گنج بے بہا موجود تھا

خلق سے کسواسطے چھپتا پھرا شام و پگاہ
دیکھنے والے سے کرلی بند کیون تو نے نگاہ
بیٹھکر پردہ مین کیون کرتا رہا نامہ سیاہ
چھپ کے ای عاصی کیے کسواسطے تو نے گناہ
جب خدا تیرے مقابل دیکھتا موجود تھا

ہے شکایت ناروا اس عالم ایجاد مین
جو کہ ہونا تھا ہوا اس عالم ایجاد مین
بن چکا جو بننا تھا اس عالم ایجاد مین
آدمی کو ملگیا اس عالم ایجاد مین
پہلے جو مقسوم مین اسکے لکھا موجود تھا

فی الحقیقت تجھکو بے عزت یہی کرتا رہا
اہل حضرت مین تری ذلت یہی کرتا رہا
رات دن ضائع تری دولت یہی کرتا رہا
روز چھپ چھپکر تجھے غارت یہی کرتا رہا
چور جو گھر مین ترے سر ور چھپا موجود تھا

تخمیس بر غزل مصنف

نہ چھوڑ ہاتھ سے اسے مرد حق تسبیح
بنا لے ذکر کی تسبیح دائمی تسبیح
زبان سے بول خدا کی گھڑی گھڑی تسبیح
پکار خالق اکبر کے نام کی تسبیح
کرستن لین عرش پہ سبوحیان تری تسبیح

ہر ایک دانہ پہ لے نام کردگار مدام
شمار جسکا ہو پڑھنے مین سب شبا مدام

خدا کا ذکر سمجھ اپنا ورد اور مدام | جناب باری کو کر یاد بار بار مدام
پکڑ کے ہاتھ میں سمرن کبھی کبھی تسبیح

ہے اصل حب کہ محبت محبت مولی | ہے سب سے اچھی اطاعت اطاعت مولے
رکھ اپنے دل کا تعلق بالفت مولے | دم اخیر تلک کر عبادت مولے
سمجھ لے زندگی میں اپنی زندگی تسبیح

گمان سے نکلے ملک یقین پہونچ جائے | فرشتہ ہیں کیسے بچرخ برین پہونچ جائے
یہ بندہ جس جگہ جا ہے وہیں پہونچ جائے | فرشتہ ہیں کیسے بچرخ برین پہونچ جائے
پڑھے زمین پہ اگر کوئی آدمی تسبیح

خدا نے دیدۂ بینا ہے گر تجھے بخشا | کیا ہے تجھکو با نوار معرفت بینا
پڑا جو مصحف خاطر یہ ہے آشکارا | پڑھ اپنے سینہ سے سبحان ربی الاعلے
کہ ہے یہ صفحۂ دل پر لکھی ہوئی تسبیح

نکال منہ سے بجز ذکر حق نہ کوئی بات | رکھ اپنے دل میں شام و سحر تصور ذات
گذار حق کی عبادت کی شغل میں دن رات | کبھی زبان سے نفی بول اور کبھی اثبات
کبھی پکار تو تہلیل اور کبھی تسبیح

ہر ذوق و شوق الٰہی میں سب جہان مسرور | خدا کی بندگی کرتے ہیں سارے مار و مور
ہر دل سے اسکی اطاعت ہر ایک کو منظور | خدا کی یاد میں ہیں دام و دد و وحوش و طیور
اسی کی رکھتے ہیں ورد زبان سبھی تسبیح

سما سے تا بسمک کرتے ہیں خدا کا ذکر | زمین سے تا بفلک کرتے ہیں خدا کا ذکر
فلک سے عرش تلک کرتے ہیں خدا کا ذکر | فلک پہ سارے ملک کرتے ہیں خدا کا ذکر
زمین پہ پڑھتا ہے ہر ایک آدمی تسبیح

نہ رکھ تو فکر نہ اندیشہ شاد کام رہو | خدا کے نام کا کر ورد نیکنام رہو

خدا کے کام پہ حاضر علی الدوام رہو | خدا کے ذکر مین مشغول صبح و شام رہو
کرو اُسکے نام کی ہر وقت ہر گھڑی تسبیح

تو تسبیح بننے کی خاطر بنا نہ سجادہ | ریا کے واسطے اتنا بڑھا نہ سجادہ
ہوا و حرص کا سر پر اُٹھا نہ سجادہ | فریب و مکر کا ہرگز بچھا نہ سجادہ
نہ باندھ لوگون کے دکھلانے کو بڑی تسبیح

کسیکو مرد ریاکار بن کے مت دکھلا | جبین عجز بخاک نیاز رکھ اپنا
ہر ایک طرح سے کرلے عبادت مولا | ہزار دانہ کی تسبیح کی ضرورت کیا
بنا لے اُنگلیون کی وقت بندگی تسبیح

زبان تشکل قلم رکھ ہمیشہ تر سرور | جھکا لے لکھنے مین مانند خامہ سر سرور
رقم کر اپنا یہ نامہ بآب زر سرور | بسلک نظم پرو لے نئے گہر سرور
بنا لے موتیون کی حمد ایزدی تسبیح

مخمس بر غزل مصنف

ابر گوہر بار ہی ہر وقت گریان آجکل | گل ہین بے موسم بہار غنچہ خندان آجکل
حالتین برعکس ہین ساری نمایان آجکل | ٹیڑھے چکر کھاتا ہے گردون گردان آجکل
چالین سب چلتا ہی اُلٹی دور دوران آجکل

جامۂ ماتم ہے پہنا عندلیب زار نے | بند کر رکھی ہین آنکھین نرگس بیمار نے
آب و تاب رخ سے گل کر لی ہے حاصل خار نے | آجکل نقشہ نیا بدلا ہے اس گلزار نے
ہے نرالے ڈھنگ پر رنگ گلستان آجکل

گردنین ہین سرفرازان جہان کی آج پست | فاقہ مستی کے نشہ مین پھرتے ہین ہشیار مست
خوار ہی و ذلت مین ہین جو سارے حق پرست | کوئی مفلس ہے کوئی محتاج کوئی تنگدست
کیا شریفان جہان پھرتے ہین حیران آجکل

ہنگے مردان دلاور حسرت وارمان میں
رستم جنگی ہیں چھنگے آجکل میدان میں
زندہ دل سب کاٹتے ہیں زندگی زندان میں
آجکل موتی لٹکتے ہیں گدھوں کے کان میں
ہیں بچارے آدمی سر در گریبان آج کل

صاحب دولت جو تھے اب ہیں غلام کمترین
مانگتے ہیں دربدر دنیا کی خاطر اہل دین
پوچھے جو جاتے تھے انکو پوچھتا کوئی نہیں
آجکل ہیں مسند دولت پہ حیوان جانشین
وحشی بنکر پھرتے ہیں آوارہ انسان آجکل

ہیں جو شاگردان شیطان اولیا کہلاتے ہیں
تیرہ باطن لوگ مردان خدا کہلاتے ہیں
روسیاہان جہان سینہ صفا کہلاتے ہیں
رہزنان راہ مولی رہنما کہلاتے ہیں
چور ہیں گنج سلامت پر نگہبان آج کل

اب نئے اس کارگاہ دہر میں ہوتے ہیں کام
صورتیں اپنی بدل بیٹھی ہے خلقت خاص و عام
تازہ نقشے کھینچے جاتے ہیں یہاں ہر صبح و شام
جابجا شکلیں نئی دکھلائی دیتی ہیں تمام
تازہ آتے ہیں نظر دنیا میں سامان آج کل

آج کل عاجز شریفوں پر مصیبت ہے کمال
شب کو زندان الم ہے دن کو زنجیر ملال
اپنے اندیشے سے افزوں ہے انھیں رنج عیال
ہیں بہر حالت وہ اپنے حال سے برگشتہ حال
کسقدر ابتر ہے حال دردمندان آج کل

چاہتا بندوں سے ہے وہ بندہ پرور بندگی
بندۂ ناچیز کو ہے سب سے بہتر بندگی
مرتبہ ہے سب سے اعلی سب سے برتر بندگی
بندگی کر بندگی کر بندگی کر بندگی
وقت ہے اب وقت فرصت کا مری جان آجکل

بندگان بارگاہ حق میں روشن نام کر
بندہ بنکر بندگی کا کام صبح و شام کر
نوش خالق کی محبت کا ہمیشہ جام کر
آجکل کا وقت کارآمد ہے تیرے کام کر
دن کمائی کے فقط ہیں مرد نادان آج کل

کام دیتا ہی ابھی تیرا یہ جسم نیم جان
دست و پا ملتے ہین اور قایم ہین سب استخوان
کان سنتے دیکھتی آنکھیں ہین اور گویا زبان
بندگی کرتا نہیں کس واسطے اے ناتوان
ہینگے سب موجود جس حالت مین سامان آجکل

بن گیا ہی قطرۂ ناچیز دریا شکر ہے
اڑ کے پہونچا چرخ چارم پر یہ ذرا شکر ہے
پایۂ عزت ہے اس عاجز نے پایا شکر ہے
سرور ناخواندہ و گمگو خدا کا شکر ہے
مشتہر اہل سخن مین ہے سخندان آجکل

مخمس بر غزل مصنف

رکھو جاری ذکر باری اپنے منہ سے بار بار
بر در مسجد رہو قائم کھڑے دیوار وار
پاؤ اس در سے یہ دربار خدا ہر بار بار
بندگی کے واسطے سب مل کے بیٹھو بار بار
ہر جگہ یک یک و دو دو تین تین اور چار چار

ہی ترا وقت اخیر انجام کا اب وقت ہے
سارے وقتون سے فقط آرام کا اب وقت ہے
موت کب جنت کا اب کب کام کا اب وقت ہے
عمر گذری کٹ چکا دن شام کا اب وقت ہے
کر سکیگا کیا بھلا اس وقت اے بیکار کار

خشک ہو جائیگا ہر نخل رطب وقت خزان
جانور اس باغ کے چھپ ہونگے سب وقت خزان
ہو سکے خوشدل قمریان بولینگی کب وقت خزان
گل نہ آئیگا نظر گلشن مین جب وقت خزان
عندلیب زار رو دیگی نہ کیونکر زار زار

چھوڑ ان کی دوستی کر سارے رو دنیا کی دوست
اپنے دل سے دفع کر سب نیک و بد دنیا کی دوست
کام آ نہ سکے نہیں اے بیخبر دنیا کے دوست
دے نہیں سکتے ہین کچھ تجھکو مدد دنیا کی دوست
بن نہیں سکتے ہین دشمن دوست اور اغیار یار

دوستی دنیا مین کر حاصل کہ حق تجھکو ملے
پاک کر ہر دشمنی سے دل کہ حق تجھکو ملے
دھو نجاست سے یہ آب و گل کہ حق تجھکو ملے
بے تعصب ہر کسی سے مل کہ حق تجھکو ملے

جسطرح ملتے ہین باہم دوست اور یار

نغمے سن بستان مین جاکر عندلیب زار کے — آنکھین کھول اور دیکھ جلوے گلشن بہار کے
مت لگا ہاتھ انکو کر حاصل مزے دیدار کے — سیر کر اور دور سے گل دیکھ اس گلزار کے

پر بنا اپنے گلے کا انکو مت زنہار ہار

سب الگ ہونگے زن و فرزند بعد از چند روز — ڈھیلے ہو جاینگے یہ ولبند بعد از چند روز
آخرش کھل جاینگے یہ بند بعد از چند روز — ڈھیلے ہو جاینگے یہ پیوند بعد از چند روز

رشتے سب دنیا کے ہو جاینگے آخر تار تار

دشمن جان ہے یہ شیطان لعین بد انصرام — روکتا ہی تجھکو تیری حق کے رستے سے مدام
اسکے پھندے مین نہ آنا توڑ دینا اسکا دام — نفس کافر سے بہادر بن کے لینا انتقام

اس پہ خود کرنا پکڑ کر ہاتھ مین تلوار وار

مسند عز و شرافت سے اٹھا لیگا تجھے — اپنا بندہ حق سے چھڑوا کر بنا لیگا تجھے
اژدہا بنکر فقط اک دم مین کھا لیگا تجھے — ایک دن یہ سانپ بنکر مار ڈالیگا تجھے

نفس امارہ کیا کرتا ہے ہر دم مار بار

ہو ترقی یا تنزل روزگار دہر مین — نیک خو یا بد کوئی رہتا ہو وار دہر مین
خار ہو یا گل ہو پیدا نو بہار دہر مین — موسم گل یا خزان ہو لالہ زار دہر مین

دل کو ایسے انقلابون سے نہ رکھنا خار خار

کرتا ہی دنیا پہ کیون مایل تو اپنے آپ کو — ایسا کیون کھتا ہی بیحاصل تو اپنے آپ کو
کس لیے کرتا ہی خود گھایل تو اپنے آپ کو — سخت بیماری ہی درد دل تو اپنے آپ کو

بن کے نادر پر نہ مت اسے سرور بیمار بار

مخمس بر غزل مصنف

سو بخش حق کے نام پہ سر و رہزار بخش — بخشش کے وقت مال کو مت کر شمار بخش

مال اپنا دل کو کھول کے اے مالدار بخش — جو ایک تو طلب کرے تو اسکو چار بخش
جبتک ترا خزانہ پہ ہے اختیار بخش

حق نے کیا ہے تجھکو اگر اہل منزلت — اور رکھ دیا ہے سر پہ ترے تاج مکرمت
سائل کو اپنے باب سے محروم چھوڑمت — کر لطف عاجزون پہ فقیرون پہ مرحمت
مال و گہر بمفلس و بیروزگار بخش

دنیا مین ہونا چاہتا ہے سرخ رو اگر — مطلوب عاقبت مین تجھی ہے آبرو اگر
بخشش کی کچھ ہے دل مین ترے آرزو اگر — امیدوار مغفرت ہے حق سے تو اگر
تو بھی گناہ بندۂ تقصیر وار بخش

بندون پہ پورا فضل خدا ہوگا حشر کو — سب کو بہشت حق سے عطا ہوگا حشر کو
سب دور درد و رنج و بلا ہوگا حشر کو — لا تقنطوا کا وعدہ وفا ہوگا حشر کو
سارے گناہ دیگا وہ پروردگار بخش

کرتا ہے اپنا نامۂ اعمال خود سیاہ — بھولا ہوا ہے آدمی گمراہ خوامخواہ
پر کسقدر ہے رحمت حضرت الٰہ — ہر بار بندہ کرتا ہے جو بھولکر گناہ
باری تعالےٰ دیتا ہے وہ بار بار بخش

اندازہ نا روا ہی سخاوت کے کام مین — تعداد کب بجا ہے سخاوت کے کام مین
دینا ہی مدعا ہے سخاوت کے کام مین — گنتی ضرور کیا ہے سخاوت کے کام مین
جو بخشتا ہے مال سے تو بشمار بخش

غافل نہ رہ زمانہ مین ہر وقت کام کر — ہر دم گناہ کرنے سے رکھ دل کو تھام کر
اپنی رہائی کے لیے کچھ انتظام کر — توبہ ہر ایک جرم سے ہر صبح و شام کر
تا دیوین تجھکو خالق لیل و نہار بخش

لیل و نہار جن پہ تو کرتا ہے جان نثار — رہتا ہے روز جن کی محبت مین بیقرار

ہے تجھے دیکھنے کا بہر حال انتظار | تیری مدد کرینگے یہاں کیا یہ دوستدار

کیا عاقبت مین دینگے یہ دنیا کی یار بخش

مت رکھ کسیکے عشق مین پامال اپنا دل | اپنے لیے بنالے نہ جنجال اپنا دل
دلبر کو اپنے مانگے تو دیدے ڈال اپنا دل | کر دے فدا اسی پہ بہر حال اپنا دل

جانان کو اپنے جان بھی اے جان نثار بخش

یارب غریب بندۂ نادان پہ رحم کر | ہر آدمی پہ فضل ہر انسان پہ رحم کر
ان بیکسون کے دیدۂ گریان پہ رحم کر | ان عاجزون کے حال پریشان پہ رحم کر

یارب گناہ سرور امیدوار بخش

ترکیب بند

بندۂ حق بندگی کا کام کر | نیک ہو جس کام کا انجام کر
عجز سے ہر رات دن گردن جھکا | سجدۂ اخلاص صبح و شام کر
پی شراب عشق ربانی مدام | نوش الفت کا ہمیشہ جام کر
آدمی ہے تو اگر وحشی نہ بن | آدمیت اپنی مت بدنام کر
ہر گنہ سے روک اپنے آپ کو | دل کو رکھ دنیائے دون سے تھام کر
حق پرستی مین بہت مصروف ہو | بندگی مین اپنا استحکام کر
اپنا رکھ خلق خدا سے خلق نیک | نیک خو بندون مین روشن نام کر
مت رہو دنیا مین حق کا قرضدار | اپنے ذمہ سے ادا یہ وام کر
طاعت خالق مین اپنے جسم پر | رات اور دن کا حرام آرام کر
کام کے دن جب گذرتے جاتے ہین | کچھ تو فکر گردش ایام کر
رکھ نہ اس دنیا پہ امید وفا | دور خاطر سے خیال خام کر

بن مجرد سب تعلق چھوڑ کے

ہو اکیلا سارے رشتے توڑ کے

پہلے اس ہستی کی ہستی تھی کہاں
اے بشر تیرا معین تھا مکان

کون تھی صورت تری اظہار کی
نام کیا تھا کیا پتہ اور کیا نشان

تھا کہیں تو خاک یا گرد و غبار
آگ تھا یا باد یا آب روان

برق کی مانند آتشبار تھا
یا بشکل ابر تھا گوہر فشان

تیرا مسکن تھا زمین پر یا کہین
اُڑتا پھرتا تھا با وج آسمان

خار تھا یا گل تھا یا سرو چمن
عندلیب زار تھا یا باغبان

بن کے قمری یا کیا کرتا تھا شور
کبک تھا یا بلبل فریاد خوان

عرش یا کرسی تھا یا لوح و قلم
یا زمین یا گردش دورِ زمان

خاک کا ذرہ تھا تو یا آفتاب
پانی کا قطرہ تھا یا بحر روان

نور تھا یا سایہ بے نور تھا
غم مین تھا اندوہگین یا شادمان

الغرض سب کچھ تھا اور کچھ بھی نہ تھا
جس سے واقف تھا خدای دو جہان

اب بھی ای خاکی تو اصل اپنا نہ بھول
چار دن کی بات پر اتنا نہ پھول

کوئی دن مین جب گذر جائیگا تو
اور سفر دنیا سے کر جائیگا تو

دیدۂ عالم سے ہوگا ناپدید
روبرو لوگون کے مر جائیگا تو

یہ جو ہے مٹی کا گھوڑا دوڑتا
پشت سے اُسکی اُتر جائیگا تو

ہو گی گر دل مین تری حب وطن
خوشدلی سے اپنے گھر جائیگا تو

آیا تھا تو جس جگہ سے بس وہین
کر کے طے اپنا سفر جائیگا تو

ہے مکان لامکان تیرا مکان
اے مکین آخر جدھر جائیگا تو

سخت مشکل ہو گی گر اے بردبار
بار سر پر باندھکر جائیگا تو

ساتھ اپنے کچھ نہیں لیجائیگا | چھوڑ کر یہ سیم و زر جائیگا تو
بھول جائینگے تجھے جتنے ہیں دوست | دل سے لوگوں کے اتر جائیگا تو
وصل ہو جائیگا حق کی ذات حق | جتنا بگڑا ہے سنور جائیگا تو
جمع کر لے وقت ہی عرفان کا گنج | لیکے کیا اسے بے ہنر جائیگا تو

تیرے چل دینے کا جب وقت آئیگا
ایک ساعت بھی نہ مہلت پائیگا

وقت پر حامی ترا ہوئیگا کون | یار کون اور آشنا ہوئیگا کون
تیری اس کشتی کا اس گرداب مین | نا خدا غیر از خدا ہوئیگا کون
کون غمخواری کریگا وقت غم | چارہ گر اس درد کا ہوئیگا کون
جس جگہ پر تو ہے اٹھتا بیٹھتا | کون بیٹھیگا کھڑا ہوئیگا کون
بارکش اس تیرے سنگین بار کا | دوسرا تیرے سوا ہوئیگا کون
دیدۂ حیرت سے تیری خاک کو | دیکھیں اس دن دیکھتا ہوئیگا کون
آجکل جس گھر مین تو آباد ہے | تیرے بعد اسمین بسا ہوئیگا کون
جب چلا جائیگا تو پھر کیا خبر | کون آیا اور گیا ہوئیگا کون
کون دولتمند ہوگا کون شاہ | کون مفلس اور گدا ہوئیگا کون
کون بن جائیگا بدکار دن مین بد | نیک بندون مین بھلا ہوئیگا کون
دیکھیے ہمنام تیرے نام کا | پھر جہان مین دوسرا ہوئیگا کون

کی پھر ترا نشان مل جائیگا
دولت و ملک و مکان مل جائیگا

فی الحقیقت تو ہے پتلا خاک کا | جسم ہے تیرا سراپا خاک کا
خاکساری سے فقط رکھ اپنا کام | جس سے بن جاتا ہے سونا خاک کا

عرش پر ہی کیون ترا ایسا دماغ — ذرّہ کیون اُڑتا ہی اتنا خاک کا
بن گیا ہی آگ ناداں کس لیے — اصل کیون بھولا ہی اپنا خاک کا
گر میسر ہو ہمین اے خاکسار — اس بدن خاکی پہ جوڑا خاک کا
خاک تھا پہلے بھی اس ہستی سے تو — پھر بھی ہو جائیگا تودا خاک کا
سرنگون رہتا ہی جسپر آسمان — مرتبہ ہے سب سے اونچا خاک کا
ہے ظہور نور حق جس سے مدام — دیکھ یہ پتلا ہے کیسا خاک کا
ہی مگر تھوڑے سے دنون کے واسطے — ہو رہا ہے جو تماشا خاک کا
بے ٹھکانے ہوگا آخر ایک روز — جسقدر ہے اب ٹھکانا خاک کا

ایسی اندھیری اچانک آئیگی
خاک کو تیری اُڑا لیجائیگی

ہے غرور اے نوجوان کس بات پر — حق کو بھولے ہو میان کس بات پر
اسقدر اُٹھتا ہی باری جوش کے — مغز سے تیرے دھوان کس بات پر
کیسی ہے تقریر کیسی گفتگو — اتنی کھولی ہے زبان کس بات پر
جبکہ جانے کے لیے آیا ہے تو — پھر یہ تکیہ اور مکان کس بات پر
دار فانی مین اُمید زندگی — جھوٹی یہ وہم و گمان کس بات پر
بے نشانی جبکہ ہے اپنا مآل — اتنے یہ نام و نشان کس بات پر
جبکہ گھر زیر زمین ہوگا ترا — پھر خیال آسمان کس بات پر
کرتا ہے اہل بلبل تصویر تو — اسقدر شور و فغان کس بات پر
چند روزہ یہ تری گلزار ہے — ہی بھرو سا باغبان کس بات پر
دن تری چلنے کی آئے ہین قریب — پانون پھیلائے ہین یان کس بات پر
کس طرح جائیگا حق کے روبرو — منھ دکھائیگا وہان کس بات پر

ابتدا مین سوچ لے انجام کر
وقت پر ہوگا وگرنہ شرمسار

بے عبادت قرب ملتا ہی نہین
یہ نہین ہرگز نہین ہرگز نہین

شکل گردون ہوگا تو گردن بلند
عجز سے رکھیگا گر سر بر زمین

لکھے گر سینے پہ نقش کردگار
روشنی پائیگی ترے دل کا نگین

غیر کی الفت مین حق کیونکر ملے
کسطرح حاصل ہو اس دنیا سے دین

سر جھکا اسے سرور ملک جہان
تا جھکے تیری طرف چرخ برین

سرخ روئی گر تجھے مطلوب ہے
خاک سے آلودہ رکھ اپنا جبین

ہاتھ پھیلا اپنے حق کے روبرو
غیر سے کوتاہ کرلے آستین

دوستان حق سے کرلے دوستی
چھوڑ کر کبر و غرور و بغض و کین

دوست اور دشمن سے رکھ اپنا پیار
نیک و بد کو کرلے اپنا ہمنشین

صانع اکبر کی صنعت دیکھ لے
صفحہ عالم پہ بچشم دوربین

چھوڑنے کی چیز ہے دنیا کا مال
اسکی خاطر دل نہ رکھ اپنا حزین

کل کو جو چھوڑیگا فوراً چھوڑ دے
آج ہی جوڑ اُسکا دل سے توڑ دے

جلوۂ حق جا بجا ہے دیکھ لے
حاضر و ناظر خدا ہے دیکھ لے

ہر جگہ اس کاتب قدرت کا نقش
لوح عالم پہ لکھا ہے دیکھ لے

دل کی آنکھین کھول اے اہل نظر
کیا تماشا ہو رہا ہے دیکھ لے

ڈھنگ کیا ہے عالم اسباب کا
رنگ اس گلشن کا کیا ہے دیکھ لے

پست ہے کس کس کا ہستی مین مکان
اونچی کس کس کی بنا ہے دیکھ لے

بوستان دہر مین اے عندلیب
کیسا کیسا گل کھلا ہے دیکھ لے

سب کی خاطر آنے اور جانے کا در
وا ر دنیا مین کھلا ہے دیکھ لے

ظاہر و باطن کو چشم غور سے
گر ترا سینہ صفا ہے دیکھ لے

پانی کا قطرہ ہے سب کی ابتدا
خاک آخر انتہا ہے دیکھ لے

دیکھنے والا ترے اعمال کو
چھپ کے ہر دم دیکھتا ہے دیکھ لے

کوئی دن مین آنکھین ہو جائینگی بند
آجکل جو دیکھتا ہے دیکھ لے

دیدۂ مردم سے جب چھپ جائیگا
پھر تو کس کے دیکھنے کو آئیگا

دیکھ کیا دنیا کی رنگین ہے بہار
ہے شگفتہ جس سے گھر گھر لالہ زار

حق نے پیدا کی ہے مانند بہشت
اس چمن کی خاک ساری آبدار

برسا کرتا ہے ہمیشہ رات دن
اس پہ ابر رحمت پروردگار

گلرخان دہر اس گلزار مین
جاتے آتے ہین ہمیشہ بار بار

بادشہ ہے تخت گلرنگی پہ گل
بلبلین ہین خادمان جان نثار

پھولتا ہے اس چمن مین تازہ پھول
ہر گھڑی شام و سحر بلبل ہزار

گاہ بیرونق خزان سے باغ ہے
مثل بو اڑتا ہے گلشن کا غبار

جا بجا خندان کبھی گلزار ہے
اور کبھی ابر بہاری اشکبار

لیکے پیالہ ہے کہین لالہ کھڑا
ہے کہین نرگس کی آنکھون مین خمار

مجمع گل ہے کبھی اس باغ مین
اور کہین پھیلا ہوا دامان خار

سیر کر اس باغ کی شام و سحر
باندہ دل مت اس سے لیکن زینہار

کیونکہ یہ گلشن ہے اور گل چندروز
نغمہ زن ہے اسمین بلبل چندروز

کب تلک آخر رہیگا جلوہ گر
سرزمین پر جلوۂ شام و سحر

کب تلک گردش مین ہوگا آسمان
کب تلک پھر آئینگے شمس و قمر

خانۂ عالم مین یہ فرش زمین
ہوگا کب تک مسکن جن و بشر

ہوگا پیدا کب تلک پتھر سے لعل
کب تلک نکلیگا دریا سے گہر

کب تلک ہوئیگی برق آتش فشان
پانی برسائیگا کب تک ابر تر

تخت پر بیٹھینگے کب تک بادشاہ
کب تلک سائل پھرینگے دربدر

پھولتے کب تک رہینگے ایسے پھول
کب تلک لائیگا یہ بستان ثمر

داب کر رکھینگے کب تک مالدار
گنج مال و گنج سیم و گنج زر

کب تلک باقی رہینگے اتنے لوگ
دار فانی کو بنا کر اپنا گھر

ہو رہا ہے جو تماشا روبرو
دیکھینگے کب تک اسے اہل نظر

بارور جتنے شجر ہین آج کل
مرگ کا کب تک نہ کھائینگے تبر

نقشہ یہ آخر کھنچیگا کب تلک
کھینچکے پھر قایم رہیگا کب تلک

دولتِ دنیا کی پروا مت کرو
سامنے آئے تو دیکھا مت کرو

تم سے آخر کار جو چھن جائیگی
ایسی دولت پر بھروسا مت کرو

مرتے دم تک بھی توجہ سوی غیر
مت کرو اے میرے مولیٰ مت کرو

عمر و دولت بے سہارا چیز ہے
دوستو اسکی تمنا مت کرو

خاکساری کے بغیر اے بندگان
فخر اور عزت کا دعویٰ مت کرو

ہووے آخر جس سے ناکامی نصیب
ابتدا مین کام ایسا مت کرو

رشتۂ الفت خدا سے باندھ لو
دل مین جب غیر رکھا مت کرو

واقفِ سرِ حقیقت کے بغیر
راز اپنے دل کا افشا مت کرو

اپنے خالق پر فقط تکیہ کرو
خلق سے ہرگز تولا مت کرو

اپنے حق سے دولتِ دین مانگ لو
مال دنیا کا پیار امت کرو

خود قدم رکھنا نہ جس راہ پر
رستہ اُس رستے کا پوچھا مت کرو

یارو سرور کی نصیحت مان لو
جان لو دنیا کو اور پہچان لو

تاریخ طبع از منشی غلام حیدر صاحب حیدر کہ مطبوعہ سابق تھی اور اب مطبع ہذا کے مصحح صاحب نے اوسکو درست کردیا چنانچہ بطبع سال حال کے سن اوس مین نکلتی ہین

کیسی خوشخطی سے ہے لکھی گئی
یہ کتاب بے بدل حمد ایزدی

کیا یہ دیوان لائق تعریف ہے
سرور لاہور کی تصنیف ہے

کیسا یہ دیوان ہی دیوان لاجواب
کیسی اچھی ہے یہ لاثانی کتاب

ہی یہ دیوان داروئے دردمندگان
ہے یہ دیوان حرز جان عاشقان

کسقدر اس کے مضامین تیز ہین
کیسے شور انگیز و درد آمیز ہین

اسکو جب پڑھتے ہین مردان خدا
پورا پاتے ہین اپنا مدعا

حق کا طالب اسکی رکھتا ہے طلب
دمبدم ساعت بساعت روز و شب

معرفت کا جسکے دل مین ذوق ہے
اسکے پڑھنے کا اُسی کو شوق ہی

وقت تنہائی یہ دیوان یار ہے
حالت غم مین یہی غمخوار ہے

چھوٹا سا دیوان ہے یہ لکھا گیا
پر بڑا ہی اس سے حاصل فائدا

مستفید اس سے ہوا ب سارا جہان
نیک و بد خرد و کلان پیر و جوان

ہاتفِ غیبی نے وقت فکر سال
مجھسے حیدر یہ کہا بے قیل و قال

پڑھ زروے بہتری سال منیر
چھپ گئی کیا ہی یہ حمد بے نظیر

١٣٢٧ھ

خاتمۃ الطبع

ہر وقت مین تائید افضال سرمدی اور امداد ایزدی کی درکار ہے کہ اُسی کے افضال بیحال سے اکثر کتب ہر ایک علم و فن کی اس مطبع نامی مین طبع ہوئین کہ جس سے جوہر لیاقت اور مادۂ قابلیت علمی ہر مصنف کا علے قدر مراتب عالم پر آشکار ہوا سچ ہے کہ ہر ایک کی صلاحیت طبع جداگانہ ہے کسیکے طرز سخن کا اور ہی رنگ ہے کسیکی بول چال شوخی انداز کلام کا نرالا ہی ڈھنگ ہے مگر ہر ایک سخن کے آشنا جامعیت فنون مین یکتا کم ہونگے جیسے کہ مجموعۂ کمالات سخنور صاحب فکر ارجمند زبان آور مرتفی معارج کمالات بلند کلیم طور سخندانی عندلیب گلستان خوش بیانی متصف لمجامد باطنی و ظاہری مفتی غلام سرور صاحب لاہوری ہین صاحب تصنیفات کثیر جنکی تصانیف سے بہت کتابین اس مطبع مین طبع ہوئین اور بڑی خواہش سے بکین مثل گلدستہ کرامات خزینۃ الاصفیا گنجینہ سروری معروف بہ گنج تاریخ مخزن حکمت اخلاق سروری گلشن سروری بہارستان معروف بہ گلزار شاہی لغات سروری حدیقۃ الاولیا دیوان سروری مدحیہ حضرت محبوب سبحانی۔ دیوان نعت سروری سبحان اللہ کیا تیسرا دیوان تصنیف فرمایا ہی نئی روش کی غزلین ردیف وار اور مخمسات کا چمنستان کھلایا ہے جسمین حمد خداوند حقیقی کو اور مضامین سلوک تصوف اور ترک علائق دنیاے دون کو کس حسن بیانی سے بنایا ہے اور دولت پند و نصائح اور ترغیب عبادات کے حصول کے لیے یہی دیوان گویا بمنزلۂ منادی ہی جسکا نام دیوان حمد ایزدی ہے۔ اور حق بھی یہی ہے کہ شاعری وہی مقبول اور مختار ہے جسمین حمد خداوند عالم جل جلالہ و جل شانہ اور نعت حضرت رسول محبوب پروردگار ہے یا جو منقبت آل امجاد اور عترت اطہار اور متضمن مدحت اصحاب اخیار حضرت سید ابرار ہے کیونکہ دنیا مین ایسی شاعری حصول سعادت اور برکت کا ذریعہ ہے اور آخرت مین وصول تخلص حشر اور نجات کا وسیلہ ہے ایسی ہی شاعری برگزیدہ اور پسندیدہ ہے اور فاعل اُسکا

مرد عاقل اور فہمیدہ ہے جس فعل کا مآل اور نتیجہ اچھا منتج ہو وہی فعل سنجیدہ ہے کام وہی بہتر ہے جسمین خوشنودی خدا اور رضامندی رسول مقبول متصور ہو اور انجام جسکا بہتر ہو نہ کہ ایسی شاعری جو اول سے آخر تک بندش مضامین خط وخال اور لب وابروے معشوق ظاہری سے مملو ہو اور جسکے ہر پہلو مین غلو ہو فراق یار اور صدمات ہجر کی جن جن اشعار مین بندش باندھی جاتی ہے گویا معاذ اللہ قیامت ڈھائی جاتی ہے کسی جگہ شعر مین اپنے آپ کو مردہ بناتے ہین کہین جی جاتے ہین شارع علیہ السلام نے ایسے ہی شعرا کو مرتکب معاصی ٹھہرایا ہے معصیت شعار فرمایا ہے اور کلام بلاغت نظام حضرت رب الانام عز اسمہ اعنی فرقان حمید و قرآن مجید مین الشعراء یتبعهم الغاوون ایسون ہی کے حق مین آیا ہے مردان خیر سگال اور انجام بین کو ایسی بندشون سے باز رہنا چاہیے اور ہر طرح احتراز کرنا چاہیے وباللہ التوفیق وہو الرفیق الاعلیٰ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔ المختصر یہ دیوان برکت توامان جو اپنی خوبیون مین اپنا آپ ہی نظیر ہے اس سے پہلے چند بار مطبع منشی نولکشور صاحب سی آئی ای موسوم بہ اودھ اخبار واقع شہر لکھنؤ اور لاہور مین چھپا اور فی الحال حسب استدعاء شائقین با تمکین مطبع منشی نولکشور واقع شہر کانپور مین بسرپرستی امیر باذل سخی دریا دل معلی القاب ذی المجد والمحاسن عالیجناب منشی پراگ نراین صاحب بھارگو رائے بہادر مالک مطبع دام اقبالہ باہتمام کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل

ایجنٹ مطبع بماہ ستمبر ۱۹۰۹ء بار اول طبع ہوا

تاریخات طبع

از افضل الاماثل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل کیشب مطبع

لکھا سرور نے یہ دیوان حمد و نعت میں ایسا
کہ جسکی بزم اہل قال میں تعریف بیجد ہی

تفکر تم عبث کرتے ہو فکر سال ہجری میں
لکھو عاقل انکو حمد خدا و نعت احمد ہی

سنہ ۱۳۲۷ ہجری

از مولنا محمد حامد علی خان حامد شاہ آبادی محافظ عملہ تصحیح

یہ دیوان جو ہے حمد اور نعت میں
تو دیوانوں میں سب سے بڑھکر یہ ہے

نہ کیوں سر برآوردہ ہو اسکی نظم
کہ مشہور تصنیف سرور یہ ہے

تصانیف سے اسکی مطبوع کل
حقیقت میں اعلی سخنور یہ ہے

ہوئی سال تاریخ کی مجھکو فکر
کہ اب مشغلہ میرا اکثر یہ ہے

لکھا میں نے حامد یہ مصراع طبع
چھپا خوب دیوان بہتر یہ ہے

سنہ ۱۳۲۷ ہجری

تشبیہ احمدی۔ سراپائے خاتم المرسلین کا
بیان مولفہ جمال الدین حسن خان۔
مثنوی زائر۔ دعوت قبائل قریش مصنفہ
نواب شبیر علی خان۔
اسرار کربلا۔ حالات معرکہ کربلا سے متعلق
مولفہ منشی محمد ظہیر الدین بلگرامی۔
مہر نبوت۔ نعت پیغمبر میں تصنیف نواب
محمد مردان علی خان نظام۔
رموز القرآن۔ اوقات قرآن کا بیان مولفہ
مولوی محمد حسین علی ہاتفی شاہجہانپوری۔
آثار محشر۔ علامات قیامت کا حال۔
صبح کا ستارہ۔ حالات بہشت دوزخ و قیامت
مولفہ مولوی عباس علی۔
قیامت نامہ۔ بہشت نامہ۔ مولفہ مولوی
فیاض الحق۔
آثار قیامت
اکسیر ہدایت۔ ترجمہ کیمیاء سعادت مترجمہ
مولوی فخر الدین۔
مذاق العارفین۔ ترجمہ احیاء العلوم
کامل چار جلد مترجمہ مولوی محمد احسن صاحب
ہدایۃ الکونین الی شہادۃ الحسنین۔ مولفہ
ابو الخیر مولوی محمد معین الدین شہیدی
تحفہ درود۔ ملقب بخیر الکلام مولفہ مولوی
منظور احمد صاحب۔
رسالہ ارکسب الانبیا۔ مصنفہ مولوی ظہر علی،
شجرۂ طغرائے۔ اسمائے دوازدہ امام
علیہم السلام از تصنیف کاری مولوی ہادی علی
خوشنویس الثانی
دہ مجلس منظوم۔ معرکہ شہادت کربلا علی الترتیب
مشمولہ چہ دہ مجلس۔
جنگ نامہ کربلا۔
دہ مخزن۔ مصائب کربلا مصنفہ حکیم نصر اللہ
خان تخلص وصال۔
مجموعۂ توشۂ عقبیٰ۔ درود وظائف اسمائے الٰہی
مع خواص نام ہائے مبارک رسالت پناہی
تالیف مولوی محمد عباس۔
مجموعۂ لوح و شہ نامہ مشتمل چند رسائل ذیل
ا۔ دعائے مغنی ۲۔ قصیدۂ بردہ۔ ۳۔
قصیدۂ بانت سعاد۔ ۴۔ قصیدۂ غوثیہ
۵۔ دعائے سریانی۔ ۶۔ قصیدہ اویس قرنی
انوار محمدی۔ بیان اختلاف فرق اسلامیہ
تصنیف محمد امیر اکبرآبادی۔
شرح چہل حدیث۔ تصنیف مترجمہ
ترغیب الفرقان۔ در فضائل قرآن مولفہ
منشی محمد ظہیر الدین بلگرامی۔
موضح الحق۔ مسائل خریدو فروخت قطب الدین خان

تحفۃ الزوجین - میاں بی بی کے باہمی حقوق اور
ان کی معاشرت مؤلفہ نواب قطب الدین خان -
احکام العیدین مؤلفہ " " "
تحریم النساء - رشتہ داروں کی کون عورتیں
حلال ہیں اور کون حرام یعنی جنکے ساتھ نکاح درست
نہیں شرعًا مؤلفہ " " "

فقہ دینیہ اُردو

راہ نجات - مسائل صوم و صلوٰۃ مع طریقہ نکاح
مصنفہ حافظ محمد علی -
مفتاح الجنۃ مؤلفہ مولوی کرامت علی -
حقیقۃ الصلوٰۃ مع رسالہ بے نمازان نماز
روزہ کے فضائل و اجر و ثواب -
دُرمختار - ترجمہ اردو فتاویٰ فقہ کا ترجمہ مولوی
محمد خرم علی بلہوری و مولوی محمد حسن بریلوی
مراد آبادی -
گلزار جنت - نعمائے جنت کا بیان مصنفہ نواب
قطب الدین خان -
کشف الحاجات - یعنی مالابد منہ اُردو مترجمہ مولوی
محمد نور الدین -
اظہار الحقیقت - یعنی مسائل فقہ کو حل کیا ہے
صد ارمسئلہ مجموعہ ہفت رسالہ ذیل مؤلفہ عبید اللہ بن سلام
۱- صد ارمسئلہ ۲ مسائل ثلاثیہ ۳ صد و سی مسئلہ

۴- مناجات باری تعالیٰ - ۵- حلیہ شریف - ۶
نور نامہ - ۷ چہل مسائل -
شرح محمدی - منظومہ عقائد اہل سنت مسائل
نماز و روزہ مؤلفہ محمد خان قندھاری -
جواب السائلین - مؤلفہ مولوی لعل محمد -
تنبیہ الغافلین - مسائل دین مصنفہ مولوی
سید محمد و محمد طیب و امین و محمد تقی
حیرۃ الفقہ - مسائل مشکلہ کے سوال جواب
امتحانی مؤلفہ سید ابراہیم حسینی
جواہر اشرفی - فقہ مؤلفہ مولوی اشرف علیخان -
تحفۃ المؤمنین - تصنیف مولوی قربان علی
نور الہدایہ - ترجمہ شرح وقایہ - درسی فقہ
حنفیہ کی کتاب مترجمہ مولوی وحید الزمان
ایضًا - جلدین اخرین معاملات میں -
کنز الدقائق اُردو مسمّی بہ تحفۃ العجم مصنفہ
مولوی محمد سبحان
احسن المسائل - ترجمہ کنز الدقائق مترجمہ
مولوی محمد احسن -
رسالہ چار باب - کا ترجمہ مسائل فقہیہ
مصنفہ و مترجمہ مولوی کفایت اللہ
چہل مسائل فقہ - مصنفہ مولوی محمد ابراہیم
حسینی بنگلوری -